حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝
پ ۳۰ ع ۵

یقیناً یہ نصیحت ہے جو چاہے نصیحت حاصل کرے

شاگرد کو استاد کی چند نصیحتیں

ترجمہ۔ وصیۃ الآباء للابناء

لفضیلۃ الشیخ علامہ محمد شاکر مصری

مترجم و مرتب۔ حکیم حفیظ اللہ تائب

الحفیظ دار الصحت، آصف کالونی،
سلطان محمود روڈ، شالامار ٹاؤن، لاہور ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝

پ ۳۰ ع ۵

یقیناً یہ نصیحت ہے جو چاہے نصیحت حاصل کرے

شاگرد کو استاد کی چند نصیحتیں

ترجمہ۔ وصیۃ الآباء للابناء

لفضیلۃ الشیخ علامہ محمد شاکر مصری

مترجم و مرتب۔ حکیم حفیظ اللہ تائب

الحفیظ دار الصحت، آصف کالونی،
سلطان محمود روڈ، شالامار ٹاؤن، لاہور ۹

نام کتاب: شاگرد کو اُستاد کی چند نصیحتیں

مترجم و مرتب: حکیم حفیظ اللہ تائب

ناشر: الحفیظ دار الصحت، شالامار ٹاؤن، لاہور

مطبع: دین محمدی پریس لاہور

تعداد: ایک ہزار

کاتب: محمد شریف، چاہ میراں، لاہور

قیمت: 6/- روپے

المکتبۃ العثمانیۃ
[illegible]
نمبر 2

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

علامہ محمد شاکر مصری رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے مشہور محقق اور نامور مصنف تھے۔ انہوں نے مختلف مسائل کو بہترین انداز سے موضوع فکر ٹھہرایا ہے۔ وہ ان خوش قسمت اور بلند بخت علماء میں سے تھے جنکی تصنیفات کو ازحد مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کی ایک تصنیف "وصیۃ الآباء للابناء" ہے۔ یہ اگرچہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے تاہم نہایت شاندار اور اہم موضوع پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک شفیق اور مہربان استاد اپنے شاگرد سے خطاب کرتا ہے اور اسے عمدہ ترین نصیحتوں سے نوازتا ہے۔ یہ نصیحتیں کس قسم کی ہیں؟ استاد شاگرد سے کس اسلوب سے مخاطب ہوتا ہے اور کس نہج سے اپنی بات اس کے ذہن کی گرفت میں لانے کی سعی و کوشش کرتا ہے۔ اس کا اندازہ کتاب کے مطالعہ سے ہوگا۔ یہاں صرف یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کی طرف مصنف شہیر نے شاگرد کی توجہ نہ دلائی ہو اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو حیات مستعار کے کسی موڑ پر پیش آتا ہو مگر انکی نظر سے اوجھل رہ گیا ہو۔

انہوں نے اس کتاب میں تمام ضروری معاملات کو ہدفِ نظر ٹھہرایا ہے اور شاگرد کو ان پر عمل پیرا ہونے کی خوبصورت الفاظ میں تلقین فرمائی ہے ۔ کمال یہ ہے کہ ان نصائح کو جگہ جگہ قرآنِ حکیم کی آیات، احادیث رسولؐ فداہ ابی و امی اور اقوالِ زریں سے مزین فرمایا گیا ہے ۔

اس کتاب کو ابوالقاسم حکیم حفیظ اللہ تائب صاحب نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے ۔ اور اس کا نام 'شاگرد کو استاد کی چند نصیحتیں' تجویز کیا ہے ۔ ترجمہ شستہ، پیرایۂ بیان میٹھا اور عام فہم ہے یہ ترجمہ ہفت روزہ 'الاعتصام لاہور' میں چھپ چکا ہے ۔

ابوالقاسم حکیم حفیظ اللہ تائب صاحب بڑے نیک اور مخلص نوجوان ہیں، علم و ادب سے خاص شغف رکھتے ہیں اور پاکیزہ ذوق کے مالک ہیں ۔ دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ ۔ دارالعلوم راولپنڈی میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں اور فاضل درس نظامیہ ہیں اور حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ عبداللہ بڈھی مالوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شریف اللہ خاں مرحوم حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام اللہ خاں راولپنڈی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور حضرت مولانا عبدالغفار صاحب حسن فیصل آباد حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم جامعہ کمالیہ راجووال کے لائق اور ذہین تلامذہ میں سے ہیں ۔ اس کتاب کا ترجمہ انہوں نے بڑی محنت سے

رکھا ہے۔ ان کے مضامین الاعتصام اور دیگر رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور میدانِ تصنیف و ترجمہ میں بھی وہ کامیاب ہیں اور انکی متعدد کتب زیرِ تصنیف و تالیف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ انہیں نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

پیشِ نگاہ کتاب کا مطالعہ اساتذہ کرام اور طلبہ کے لئے نہائیت ضروری ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ طلبہ کے کیا فرائض ہیں اور کن کن امور کی انجام دہی ان کے لئے لازمی ہے۔ نہائت خوشی کی بات ہے کہ اہلِ علم نوجوانوں میں تصنیف و تالیف کا شوق بڑھ رہا ہے۔ ان کی حوصلہ افزائی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ نوجوان مستقبل کے معمار ہیں۔ علم و عمل کے ہر گام پر ان کی ہمت بڑھانا ہمارا فرض ہے۔

لہٰذا میں قارئین کرام سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو پڑھانے کے مواقع مہیا فرما کر اجرِ جزیل حاصل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

محمد اسحاق بھٹی سابق ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام لاہور
حال ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ یکم جنوری ۱۹۸۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَ لِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ ۔ اما بعد

میں نے شاگرد کو استاد کی چند نصیحتیں ــــ ترجمہ وَصِیَّۃُ الْآبَاءِ لِلْاَبْنَاءِ بالاستیعاب پڑھا ترجمہ اسقدر دلکش، شستہ اور عام فہم ہے کہ فضیلۃ الشیخ علامہ محمد شاکر مصری رحمۃ اللہ علیہ کی اصل کتاب کا گمان ہوتا ہے ۔ درحقیقت یہ کتاب اولاد اور طلبہ کی تربیت کے لئے گرانقدر تحفہ ہے ۔ اس کتاب کا ہر گھر میں اور ہر طالب علم کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے، محترم فاضل نوجوان ابوالقاسم حکیم حفیظ اللہ تائب صاحب نے ترجمہ نہایت محنت اور عمدہ پیرائے میں کیا ہے ۔ جناب تائب صاحب پاکیزہ ذوق کے مالک ہیں اور علم و ادب سے خاص شغف رکھتے ہیں ۔ انہیں نامور اور شہرہ آفاق اساتذہ کا شرف تلمذ حاصل ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت فرمائے اور قارئین کرام کو کتاب ہذا سے استفادہ کی توفیق بخشے آمین ۔

بندہ ناچیز عزیز زبیدی سابق مدیر ہفت روزہ الاعتصام
لاہور حال نیا کرول شالامار ٹاؤن، باغبان پورہ لاہور
۴ / جنوری ۱۹۸۷ء

عرضِ حال

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

قارئین کرام! استاذی المکرم حضرت مولانا عطاء اللہ بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خصوصی سے "وَصِیَّۃُ الْآبَاءِ لِلْاَبْنَاءِ" کے ترجمہ کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں ایک مشفق استاذ نے شاگرد کو مختلف پند و نصائح سے نوازا ہے جو قسط وار ہفت روزہ **الاعتصام** لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔ میں استاذی المکرم کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس اہم کام کی تکمیل کے لئے اہل سمجھا اور ساتھ ہی گرامی قدر جناب محمد اسحاق صاحب بھٹی اور حضرت مولانا عزیز زبیدی صاحب سابق مدیران "ہفت روزہ الاعتصام لاہور" کا ممنون ہوں کہ انہوں نے گوناں گوں مصروفیات کے باوجود اس پر تعارف لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ جزاھما اللہ احسن الجزا۔ آمین یارب العالمین۔

ابوالقاسم حکیم حفیظ اللہ تائب ۔ فاضل عربی ۔ ایم۔ اے عربی اسلامیات
آصف کالونی ۔ شالامار ٹاؤن ۔ لاہور

۲ر جنوری ۱۹۸۷ء

انتساب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

قارئین عظام! کتاب ہذا کو برادرِ گرامی جناب مولانا محمد شریف مرحوم و مغفور کے نام معنون کرتا ہوں کہ جنہوں نے مجھ میں دین کا شعور پیدا کیا میری تمام تر تعلیم و تربیت انہی کی مرہونِ منت ہے۔ ان کی نوازشات شفقتیں اور ہمدردیاں ہمیشہ میرے لئے وقف رہیں۔ مرحوم عالم شباب ہی میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ آپ نہائیت نیک فطرت، پیکرِ صدق وصفا، صوم وصلوٰۃ کے پابند، راسخ العقیدہ موحد اور خدا و رسول کے تابع فرمان تھے، ان کی زندگی مثالی تھی۔

آہ کتنی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قَبْرَہٗ رَوْضَۃً مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

قارئین کرام! جیسا کہ ہم عرضِ حال میں ذکر کر چکے ہیں کہ ترجمہ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور میں قسط وار چھپ چکا ہے۔ اب کتاب کی

تسلسل میں قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اس سے طلبہ خصوصاً اور اساتذہ کرام عموماً استفادہ کر سکیں۔ قارئین کرام سے توقع کی جاتی ہے کہ اسے خود بھی پڑھیں گے اور دوسروں کے لئے مواقع فراہم فرما کر اجر جزیل حاصل کریں گے۔

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں اور اسی لئے نمازی

ابوالقاسم حکیم حفیظ اللہ تائب۔ ایم اے عربی
فاضل عربی اسلامیات
۳ر جنوری ۱۹۸۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ؕ

(۵) شاگرد کو اُستاد کی نصیحت قبول کرنی چاہیئے۔

اے عزیز اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، اور تجھے اچھے کام کرنے کی توفیق بخشے۔ تمہارا مقام میرے نزدیک اکلوتے بیٹے جیسا ہے۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ اچھی باتوں کی طرف تمہاری توجہ مبذول کراؤں۔ تاکہ تم اخلاقِ حسنہ کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ اور یہ تمہاری تعلیم وآداب علم میں تمہارے ممد و معاون ہونگے۔ اور فحش و بے حیائی سے بچانے کے لئے مفید ثابت ہونگے۔ نیز میں تمہیں ایسے معاشرہ کی طرف دھیان رکھنے کی توجّہ دلاتا ہوں۔ جو کہ تمہارے رفقاء اور نیک کردار ساتھیوں کو اچھا لگے! اور وہ یہ کہ

فقیروں، ضعیفوں اور مسکینوں سے ہمدردی کرو' اور اپنے اندر لوگوں کی لغزشوں کو معاف کرنے کا سلیقہ اور مادہ پیدا کرو۔ اور فرضی نمازوں میں سستی اور کوتاہی نہ کرو۔ اور نہ اپنے معبودِ حقیقی کی عبادت سے کسی قسم کی غفلت برتو۔!

اے عزیز! اگر تم کسی ناصح کی نصیحت کو قبول کرنا چاہتے ہو۔ تو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق میں ہوں۔ کیونکہ میں صرف استاد ہی نہیں بلکہ تمہارا خیر خواہ اور ہمدرد بھی ہوں۔ لہٰذا جو کچھ تمہیں کہوں اسے خندہ پیشانی سے قبول کرو۔ خود بھی اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور دوسروں کی بھی اسکی طرف رہنمائی کرو۔ اس سے تمہارے باہمی تعلقات میں ایک قسم کی جاذبیت اور رابطہ پیدا ہوگا۔

یاد رکھو۔ اگر تم نے میری نصیحت کو قبول نہ کیا۔ اور اس پر عمل پیرا نہ ہوئے نہ تو لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور نہ تمہیں ہی ترقی کا راستہ مل سکے گا۔

اے بیٹے! اگر تم مجھے اپنا خیر خواہ سمجھتے ہو۔ تو بہت اچھا ہے ورنہ یاد رکھو! میرے پاس آنے سے جو تمہارا مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔ یہاں یہ بات خوب ذہن نشین کر لو، کہ استاد اس شاگرد کو پیار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جو گفتار و کردار میں بہتر ہو اور تمام آداب کو ملحوظ رکھتا ہو، وہ اس صفت سے موصوف ہو کہ جو کچھ سنے اس پر عمل کرنے کے لئے سرگرم عمل رہے۔

اب ذرا غور کر کے بتاؤ۔ کیا تم اس بات کو گوارا کر سکتے ہو۔ کہ استاد تم سے ناخوش رہے۔

عزیزم! دوبارہ غور کرو۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کوئی ایسا استاد نہیں گزرا جسے اپنے شاگرد کی بھلائی مطلوب نہ ہو۔ لہٰذا شاگرد کے لئے

بھی ضروری ہے کہ استاد کی نصیحت قبول کرنے میں مستعدی کا ثبوت دے۔ تاکہ استاد کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔

(۶) اخلاقِ حسنہ کا ثمرہ

اے عزیز یاد رکھو اخلاقِ حسنہ انسان کی زینت ہیں اور انہیں کی تکمیل کے لئے آنحضورؐ کو مبعوث فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں واضح طور پر موجود ہے۔ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ (مسلم شریف) اخلاق حسنہ کے اپنانے سے دوست، احباب اور رشتہ داروں میں انسان کے لئے ایسا اونچا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ جو کہ بیان سے باہر ہے۔ اس سے تمہارے دوست تمہیں اچھا سمجھیں گے اور شرافت تمہارے قدم چومے گی اور پوری زندگی میں تمہیں کسی کی احتیاج نہیں رہے گی۔ اور یہی وہ شے ہے۔ جس پر کامیابی اور کامرانی کی بنیاد ہے۔

اگر تو نے اخلاق حسنہ کو نہ اپنایا اور علم پر عمل نہ کیا۔ تو یاد رکھو یہ علم جہالت سے زیادہ ضرر رساں ثابت ہوگا۔ جاہل کو تو جہالت کی وجہ سے معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن عالم کے لئے اعتذار اللہ اور لوگوں کے نزدیک قابل التفات نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حسن اخلاق کو ہی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ (مسلم شریف)

اے برخوردار! صرف میری ہی باتوں کا سہارا نہ ڈھونڈو بلکہ اپنے اندر ایسی صلاحیت اور استعداد پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ جو اس

سو وہی نفس کا محاسبہ کر سکے۔ بالآخر یہی چیز تمہارے لئے مفید ثابت ہوگی۔

- تم اپنے اندر ایسے بہترین خصائل پیدا کرو۔ جو اخلاقِ حسنہ کی طرف تمہاری رہنمائی کریں۔ اور تمہیں مکارم اخلاق سے آراستہ کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔ کیونکہ مکارم اخلاق ہی سے دین کو مزین کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کا ارشادِ گرامی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِسْتَخْلَصَ هٰذَا الدِّیْنَ لِنَفْسِهٖ وَلَا یُصْلِحُ لِدِیْنِکُمْ اِلَّا السَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَلَا فَزَیِّنُوْا دِیْنَکُمْ بِهِمَا (طبرانی)

یقیناً اللہ نے اس دین کو اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ سوائے صاحب جود وسخا اور صاحب مکارمِ اخلاق کے کوئی اپنے دین کو درست نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان دونوں صفات سے اپنے دین کو مزین کرو۔

(۳) خشیتِ الٰہی اور اس کی اہمیت :۔

اے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہارے سینے کے راز سے واقف ہے، اور تمہاری ہر حرکت پر اس کی نظر ہے اور تمہاری شب و روز کی کارکردگی اس کے سامنے ہے۔ لہٰذا تمہیں کسی آن بھی اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ اس کے غیظ و غضب سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اسی نے تو تمہیں عدم سے منصۂ شہود پر لا کر عقل کی دولت سے نوازا ہے۔ افسوس کہ تم اس عقل کو اچھے کاموں میں استعمال

کرنے کی بجائے بُرے کاموں میں صرف کر رہے ہو۔

کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اس کا تمہیں کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تمہیں کسی کام سے تمہارے باپ نے روکا ہو۔ لیکن تُو وہی کام کرتا ہُوا پایا جائے۔

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر تعلق و ربط ہونا چاہیئے۔ اور صرف اسی سے ڈرنا چاہیئے۔

وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاہُ یعنی اللہ زیادہ مستحق ہے کہ تو اس سے
پ ۲۲ ع ۲ ڈرتا رہے۔

وہ صرف تمہارا خالق ہی نہیں مربّی بھی ہے اور موذی چیزوں سے تمہاری حفاظت بھی کرتا ہے۔

اگرچہ تو نے آج تک اس کو نہیں دیکھا۔ مگر وہ تجھے ہر جگہ دیکھتا ہے۔ لہٰذا اس سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ اور احکام و اوامر میں اُس کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے کی جرأت نہ کرو۔ اس کے غیض و غضب سے ڈرتے رہو۔ اور ہمیشہ اس کے احکام کی تکمیل و تعمیل میں مصروف رہو۔

انسان اگر اُس کی عطا کی ہوئی نعمت پر شاکر و صابر رہے تو انشاء اللہ سب چیزوں میں وسعت ہوتی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ
پ ۱۳ ع ۱۴۔

یاد رہے اس کی گرفت نہایت سخت ہے اور اس سے رہائی مشکل

ہے۔ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ ؕ پ ۳۰ ع ۱۰۔ اِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیۡدُ الۡعِقَابِ پ ۱۲ ع ۷۔

اے عزیز! اللہ کا حلم اور اس کی بُردباری کہیں تمہیں غلط فہمی میں مبتلا نہ کر دے۔ یہ ذہن میں رہے۔ وہ ظالم کو محض اس لئے مہلت دیتا ہے۔ کہ اُس کے مواخذہ کی حجت پوری ہو جائے۔

اے عزیز جو سکون و اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر میں ہے۔ وہ کسی دوسری چیز میں نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن میں واضح طور پر موجود ہے۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ۝ ۱۳ ع ۱۰ یعنی اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔

ہم نے تو اس کا تجزیہ کیا ہے۔ اور تمہیں بھی چند ہی دنوں میں اس کا علم حاصل ہو جائے گا۔ البتہ شروع شروع میں ضرور بوجھ اور ثقل محسوس ہو گا لیکن چند ہی دنوں میں یہ چیز تمہاری فطرت ثانیہ بن جائے گی اور تجھے اس سے وہ لطف، اطمینان اور حظ حاصل ہو گا جو اللہ والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال بعینہٖ ایسی ہے۔ جیسا کہ تجھے ابتدائی کتابیں پڑھنے میں دقت محسوس ہوتی تھی۔ اور پڑھنا بہت ہی گراں گزرتا تھا۔

مگر آج اللہ کے فضل و کرم سے تم اعلیٰ مدارج کو عبور کرتے ہوئے تیز رفتار گھوڑے کی طرح بغیر کسی ادنیٰ جھجک کے پڑھ رہے ہو اور تم میں صبر و کوشش کے آثار نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

اے عزیز! اللہ کا خوف نماز، روزہ کی طرح فرض اور عبادت

بلکہ خشیت الٰہی کو تو انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے گونا وابستگی اور تعلق حاصل ہے۔ لہٰذا اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔

نیز اپنے دوستوں اور رفقاء کو ستانے اور انہیں تکلیف پہنچانے سے محترز رہو۔ اس لئے کہ ایک ہی ظلم قیامت کے دن متعدد ظلموں کا موجب بن جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

اَلظُّلْمُ ظُلُمٰتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

ان تمام باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو برائی پر کبھی کمربستہ نہ ہونے دو۔ بلکہ اپنی تمام تر توجہ اچھے کاموں کی طرف مبذول کرو اور لوگوں کو مکارم اخلاق کے بہترین لباس سے آراستہ کرنے میں کوشاں رہو۔ ہر ایک سے تمہارا برتاؤ شریفانہ ہونا چاہیئے۔ خدا کا ڈر اور اس کی یاد تمہارا مطمحِ نظر ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی ہے۔

اِتَّقِ اللّٰهَ وَاتَّبِعِ السُّنَّةَ	اللہ سے ڈرو، سنت کی پیروی کرو
وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ	اور لوگوں سے اخلاقِ حسنہ سے
حَسَنٍ (ترمذی شریف، مسند احمد)	پیش آؤ۔

(۸) اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت:۔

اے بیٹے! اپنے اُس معبود حقیقی کو پہچاننے کی کوشش کرو۔ جس نے تجھ کو نہایت عمدہ قالب میں ڈھالا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ۳ ع

نیز تجھ کو ظاہری اور باطنی اوصاف سے متصف کیا۔ حالانکہ شکم مادر میں تمہاری حیثیت نطفۂ آب کے علاوہ کچھ نہ تھی۔ بہت سے تغیرات کے بعد تجھ کو کامل انسان بنا کر کتم عدم سے منصۂ شہود میں لایا اور پھر زبان، کان، آنکھیں اور دیگر اعضاء عطا کئے تاکہ انہیں مناسب فوائد کے لئے استعمال کرسکو۔ اس نے تمہیں عقل کی دولت سے بھی نوازا۔ تاکہ اُس کے ذریعے مفید اور مضر اشیاء کے درمیان امتیاز کرسکو۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّہٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ پ۱۴ ۱۷	"اللہ تعالیٰ نے تمہیں مادر شکم سے پیدا فرمایا۔ تم ناآشنا تھے۔ اور دل و دماغ اور کان اور آنکھیں دیں۔ تاکہ تم اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرو۔

اے بیٹے! یہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے۔ ورنہ وہ اس کے سلب پر بھی قادر ہے! سب سے پہلے تم پر واجب ہے کہ تم اپنے معبود حقیقی کو پہچان لو اُس کے عبادت گزار بندے بنو اور اس کے اوامر و نواہی کا احترام کرو—!

نیز اللہ پر تمہارا عقیدہ مضبوط اور اُس پر کامل بھروسہ ہونا چاہیئے۔ اور تمہارے قول و فعل میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ تعمیل حکم میں عقل کو دخیل نہ بناؤ۔ کیونکہ شریعت کے بہت سے ایسے امور ہیں جو عقل کے

کمزور ترازو میں نہیں تولے جا سکتے ۔ اپنے نفس کو کبھی برائی پر کمر بستہ نہ ہونے دو بلکہ ہمہ وقت اللہ کی عبادت اور ذکر میں مصروف رہو ۔ تاکہ تمہارا نفس تم پر مسلط نہ ہونے پائے ۔

اے بیٹے : اللہ تعالیٰ کے من جملہ انعامات میں سے اس کا ایک انعام یہ ہے کہ اُس نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرما کر اپنے بندوں کی رہنمائی فرمائی ۔ جس کی آخری کڑی سیدنا محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح آپکی اطاعت اور فرمانبرداری بھی فرض ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۖ ع	"اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو ۔"

دوسرے مقام پر فرمایا ۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۧ ع ۱۰	"جن لوگوں نے اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کی ان کو ایسے باغات انعام کے طور پر دئے جائیں گے کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔ لیکن جنہوں نے نافرمانی کی اور حکم عدولی کا مظاہرہ کیا ۔ ان کو دردناک عذاب میں ڈالا جانے گا ۔"

اے عزیز ! شیطان تجھ کو کہیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہ کر دے کہ

یہ سب کچھ من گھڑت ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہی اترتی تھی۔ آپ اُس وقت تک نہیں بولتے تھے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بولنے کا حکم نہیں ہوتا تھا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ " آنحضور علیہ السلام اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے، جب تک اللہ کی جانب سے اذن نہ ملے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	"آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے اپنا
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	تعلق وابستہ کرنا چاہتے ہو، تو
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ	میری پیروی کرو۔ وہ تمہارے گناہ
غَفُوْرٌ (۱۱) رَّحِيْمٌ ۝ پ۳ ع۱۲	معاف فرما دے گا۔ اللہ واقعی
	غفور و رحیم ہے۔

اے بیٹے! اس وقت تک انسان کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک درج ذیل حدیث پر عمل پیرا نہ ہو۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ	فرمایا " اس وقت تک تم میں
اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ	سے کوئی کامل مسلمان نہیں ہوگا
وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝	جب تک اپنے والدین، اولاد
(بخاری و مسلم)	اور رشتہ داروں سے مجھے عزیز
	نہ جانے"!

(۹) والدین کی فرمانبرداری :۔

اے عزیز! والدین کی تواضع اور خدمت جتنی بھی کرو کم ہے۔ تم پر ان کا بہت بڑا احسان اور حق ہے۔ ان کے سامنے اونچی اور کرخت آواز سے بات کرنا بھی قرآنی تعلیم کے منافی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ
لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا
قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا
جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ پ۱۵ ع۳

آپ والدین کو اُف تک بھی نہ کہیں
اُن کے ساتھ نرم اور میٹھی بات کریں۔
شفقت و ہمدردی سے انکے سامنے
اپنا پہلو خم کر دیں اور ہر وقت انکے
حق میں یہ دعا کرتے رہا کریں۔
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔
(یعنی اے اللہ! میرے والدین پر
اس طرح رحم فرما، جس طرح انہوں
نے بچپن میں میری تربیت کی ہے)

آیت بالا میں تربیت امت مسلمہ کی جھلک عیاں ہے۔ اے عزیز اس وقت کو ملحوظ خاطر رکھو جب کہ عالم شہود میں تمہارا نام تک بھی نہ تھا۔ اور تمہاری والدہ نے نو ماہ کی مشکلات کے بعد تم کو جنم دیا۔ اور عالم شہود میں آنے کے بعد تمہارے ساتھ کتنا ہمدردانہ برتاؤ کیا اور تمام وقت تمہاری دیکھ بھال میں گزارا اور شب و روز کی تگ و تاز کے بعد تمہارے

لئے روزی مہیا کی تاکہ تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ آنے پائے۔ ان سے جو ممکن ہوا تمہاری دیکھ بھال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اتنی صعوبتوں کے بعد تم پروان چڑھے اور سن بلوغت کو پہنچے۔

اب تک وہ تمہاری نگرانی اور پرورش سے سبکدوش نہیں ہوئے۔ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ کہ آج تم زیر تعلیم ہو اور جو کچھ ان سے ممکن ہوتا ہے تم پر صرف کرنے سے دریغ نہیں کرتے کیونکہ والدین کا مطمح نظر صرف تمہاری کامیابی و کامرانی ہے۔

اگر تمہارے والدین نہ ہوتے تو تم کبھی بھی علم جیسی لازوال دولت سے مالا مال نہ ہو پاتے اور نہ تمہیں استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے مواقع میسر آتے۔

اے بیٹے! ہر انسان چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں ایسا ممتاز مقام حاصل کرے جس سے لوگوں میں اس کا وقار ہو۔ اور ایسے اونچے منصب پر فائز ہو جس کے سب لوگ متمنی ہوں۔ مگر جہاں تک والدین کی ہمدردی کا تعلق ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور اس دنیا میں اسکی مثال ملنی محال ہے۔

اے بیٹے! کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جب والدین تمہارے اسقدر محسن ہیں اور تمہاری ایک ساعت کی جدائی اور فرقت سے نڈھال اور بے تاب ہو جاتے ہیں اور جب تک تم کو دیکھ نہ لیں انکی آنکھوں تلے اندھیرا چھایا رہتا ہے اور پُر رونق دنیا ان کے لئے بھیانک منظر پیش

کرتی اور قیامت بن جاتی ہے ۔ وہ تمہاری زندگی کو اپنی زندگی اور تمہاری راحت کو اپنی راحت سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ تمہارا بال بیکا ہو اور ان کی آخر دم تک یہی خواہش ہوتی ہے کہ اولاد گردشِ ایام سے محفوظ رہے ۔ عزیزم اب تم ہی بتاؤ کہ اس صورتِ حال کے بعد تم ان سے کیا سلوک کر سکتے ہو اور انکی اس بے پناہ ہمدردی کا کیا صلہ دے سکتے ہو ۔ عزیزم یاد رکھو! میری یہ آخری نصیحت ہے کہ ہر وقت اس خیال میں رہو کہ تمہارے والدین تم پر کہیں ناراض نہ ہو جائیں ۔ والدین کی ناراضی اللہ کے قہر و غضب اور آنحضور کی ناراضگی کا موجب بنتی ہے ۔ جیسا کہ آپؐ کا ارشاد ہے۔

رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ	آپ نے تین بار فرمایا ۔ ناک خاک آلود ہو
ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ قِيْلَ مَنْ	عرض کی گئی کس کی ؟ اے اللہ کے رسول
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ	تو آپ نے فرمایا جس نے والدین کو
وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا	بڑھاپے میں پایا اور انکی خدمت
اَوْ كِلَاهُمَا فَلَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ	کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

رضائے الٰہی صرف والدین کی خدمت گزاری سے حاصل ہوتی ہے۔ جس نے والدین کو تکلیف پہنچائی وہ دونوں جہان میں کبھی کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا تم پر لازم ہے کہ ہر وقت محتاط رہو ۔ کبھی بھول کر بھی تم سے والدین کی نافرمانی نہ ہونے پائے ۔

(۱۰) خالق کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں :-

چونکہ اللہ ہمارا خالق و مالک اور ذی قوۃ المتین ہے اور سب اسکے سامنے عاجز و قاصر ہیں۔ لہٰذا مخلوق ہونے کے ناطے سے خالق کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی اطاعت روا نہیں۔ اگر والدین بھی بُرے معاشرے کی طرف لے جانا چاہیں تو اسی صورت میں انکی نافرمانی میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ حدیث پاک میں وضاحت موجود ہے۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ	یعنی خالق حقیقی کی نافرمانی میں
مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔	مخلوق سے کسی کی اطاعت روا نہیں

مگر ایسے حالات میں بھی گفتار میں سختی اور سوءِ ادب کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ انہوں نے باپ کو تبلیغ کرتے وقت ادب گفتار کو ملحوظ رکھا تھا۔ قرآن میں بھی اس بات کی صراحت موجود ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ	یعنی ہم نے انسان کو والدین کی
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى	خدمتگذاری کا حکم دیا ہے کیونکہ
وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ	اس کی والدہ نے اسے کچھ ماہ پیٹ
أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ	میں اٹھائے رکھا اور مصیبت پر
إِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَإِنْ جَاهَدَاكَ	مصیبت جھیلی۔ اور اسکی رضاعت
عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ	کی مدت دو سال ہے۔ لہٰذا ہر انسان

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا
مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ
مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥

کو والدین کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ ہاں اگر والدین شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس صورت میں ان کی بات رد کی جا سکتی ہے۔ تاہم دنیوی امور میں ان کی معاونت ضرور کرنا ہوگی ۔۔۔!"

پ ۲۱ ع ۱۱

(۱۱) کلاس میں بیٹھنے کے آداب اور ہم سبق سے حُسنِ سلوک:

اے بیٹے! اب تم مُنتہی طلبہ میں شمار ہونے لگے ہو۔ بہت سے دیگر طلبہ بھی تمہارے شریک سبق ہیں۔ زبان اور ہاتھ کی ذرا برابر بھی ضرر رسانی سے احتیاط برتو۔ درج ذیل حدیث میں اس کی خاص کر تاکید فرمائی گئی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ
مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ
بخاری ومسلم

یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے دوسرے محفوظ رہیں۔

نیز ان سے کبھی تُرش رُوئی سے پیش نہ آؤ اور نہ ایسا برتاؤ کرو۔ جو تمہاری عزّت کو ذلت سے اور شرافت کو رسوائی سے بدل ڈالے۔ جہاں تک ہو سکے تمہیں اپنے بعد مدرسہ میں ایسی مثال چھوڑنی چاہیئے۔ جو تمہارے جانے کے بعد تمہارا نام روشن رکھے۔ اور تمہارے رفقاء اور

ہم سبق اپنی دعاؤں اور زندگی کے مبارک لمحات میں تمہیں نہ بھولیں۔ !
اور تمہارا آج کا رویہ کل کو آنے والے طلبہ کے لئے باعث نصیحت ہو۔

دوسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے۔ کہ:

سبق پڑھتے وقت تم استاد محترم کے سامنے اس طرح مت بیٹھو۔ جس سے گستاخی اور سوءِ ادب کا پہلو نکلتا ہو اور نہ اس طرح بیٹھو۔ کہ تمہارے ہم جماعت کو ایذا پہنچے۔ بلکہ مؤدب اور کشادہ ہو کر بیٹھو۔ کیونکہ بسا اوقات یہ معمولی سی بے ادبی، ایذا رسانی استاد محترم کی ناراضی اور طلبہ کے درمیان ہنگامہ آرائی، حسد، بغض، کینہ اور عناد کا سبب بن جاتی ہے۔ اس پر جو لے دے ہوتی ہے۔ اس سے خدا بچائے۔ اس لیے اللہ پاک نے قرآن مجید میں اس کی خاص طور پہ تاکید فرمائی ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ
لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ
فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ
وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
دَرَجٰتٍؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِیْرٌ ۵ پ۲۸ ع۲

"یعنی اے ایمان والو! جب تم کو مجالس میں کشادہ ہو کر بیٹھنے کے لئے کہا جائے تو تم کشادہ ہو کر بیٹھو، اللہ تم میں کشادگی پیدا کر دے گا۔ اور جب تمہیں کھڑا ہونے کیلئے کہا جائے۔ تو تم فوراً کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے درجات بلند فرمائیں گے۔ مگر یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری کارکردگی سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۱۴) کلاس فیلو کا احترام :-

اے عزیز! اگر دوران سبق تلامذہ میں سے کوئی طالب علم استاد محترم سے کوئی مشکل بات دریافت کرے۔ تو تمہیں اس کی تضحیک اور مذاق سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور استادِ محترم کا جواب نہایت غور و فکر اور اطمینان سے سُننا چاہیئے۔ ممکن ہے۔ استاد محترم کے اعادہ سے تمہیں بھی فائدہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ جو تم نے پہلے سمجھا ہے۔ وہ غلط ہو۔ اور یہ صحیح ہو۔ لہٰذا تمہارا ذہن استہزا، بے اعتنائی اور عدم توجہی سے پاک ہونا چاہیئے۔ جس سے تمہارا کوئی دوست اور ہم جماعت اندوہگیں ہو اور یہ بات تمہارے لئے یا اس کے لئے بے عزتی اور توہین کا باعث بن جائے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکارم اخلاق کی بایں الفاظ تاکید فرمائی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ	"حقیقت میں مسلمان وہی ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی شر سے لوگ محفوظ رہیں۔"

اے بیٹے! اپنے کمزور ساتھی اور ہم جماعت کو حقیر نہ جانو۔ اور نہ اس کی اعانت اور سبق کہلوانے میں بخل سے کام لو۔ کیونکہ حقیقت میں کسی کے ساتھ بھلائی کرنے والا اپنی ذات سے ہی بھلائی کرتا ہے۔ خصوصاً اس قسم کی اعانت اور بھلائی تو توسیع علم کی موجب بنتی ہے۔

جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے اتنا علم کس طرح حاصل کیا؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ جہاں تک افادہ اور استفادہ کا تعلق ہے بخل کا قائل نہیں ہوں۔

اے بیٹے! تمہیں بھی امام صاحب کے اسوۂ حسنہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور افادہ اور استفادہ میں کسی قسم کا بخل نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے دوست اور ہم سبق سے جی بھر کر اور خندہ پیشانی سے تبادلۂ خیالات اور بحث و تمحیص کرتے رہنا چاہیئے۔

(۱۳) ہمدردی اور شب بیداری: ۔

اے بیٹے! اگر تمہارے کمرے میں دیگر طلباء بھی رہائش پذیر ہوں۔ تو تمہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ تم جو بھی ان کی خاطر تواضع کرو کم ہے۔ جو کچھ تم اپنے لئے پسند کرو ان کے لئے بھی وہی پسند کرو جیسا کہ آنحضورؐ کا ارشاد گرامی ہے اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ۔ نیز مندرجہ بالا امور کے ساتھ ساتھ شب بیداری کے عادی بنو۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ اہل اللہ کی خصائل میں سے ایک بہترین خصلت ہے جسے معراج المومنین کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص فرض نمازوں میں کبھی سستی نہ کرو۔ اور جماعت کی پابندی کا پورا پورا خیال رکھو۔ جماعت کی نماز انفرادی نماز سے

پچیس ۲۵ یا ستائیس ۲۷ درجہ افضل ہے۔ اپنے اندر ایسے بہترین اوصاف پیدا کرو جن پر تمہارے رفقاء رشک کرنے پر مجبور ہوں۔ تمہیں کمزور ساتھی کی اعانت اور دیکھ بھال سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ ہر ممکن طریق سے اس کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ تو ایسے اوصاف سے متصف کو بہترین انسان قرار دیا گیا ہے۔

خَیْرُکُمْ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ ہ "تم میں سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے"

یاد رکھو! یہ امور ایک دوسرے کی اعانت ہی سے مکمل ہوتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ہ

آنحضورؐ نے فرمایا جس طرح ایک اینٹ دوسری اینٹ کی مدد سے مضبوط ہوتی ہے تو اسی طرح مومن ایک دوسرے کی مدد سے مضبوط ہوتے ہیں۔ اور اس سے اتفاق و اتحاد نشوونما پاتا ہے۔

آخری بات جو خاص کر توجہ طلب ہے وہ یہ کہ اجازت لئے بغیر کسی کی چیز استعمال میں نہ لاؤ۔ حدیث میں اس کی سخت وعید فرمائی گئی ہے۔

لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ مَالُ اَخِیْہِ اِلَّا عَنْ طِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ۔

یعنی بھائی کی رضامندی کے بغیر اس کی چیز کا استعمال حلال نہیں۔

(۱۴) طالب علم اور پڑھنے کے آداب۔

اے بیٹے! طلب علم میں تم جتنی کوشش کرو۔ کم ہے کیونکہ دنیا میں علم ہی ایک لازوال دولت ہے۔ اس کے حاصل کرنے سے وہ منصب وہ مقام اور شرف نصیب ہوتا ہے جو بیان سے باہر ہے۔ اسلام میں حصول علم فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور اہلِ علم کو فضائل سے نوازا گیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل شواہد سے ظاہر ہے۔

لَا يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ	یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔
فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى اَدْنٰكُمْ۔	یعنی عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ۔	ہر مرد و عورت پر حصول علم فرض ہے
اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ	گود سے گور تک علم حاصل کرو۔
اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ۔	علم حاصل کرو اگرچہ چین تک جانا پڑے
لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَحَةِ	تن آسانی سے حصولِ علم ناممکن ہے

الجِسْمِ ۔

مندرجہ بالا شواہد سے ثابت ہوا کہ حصول علم فرض اور ضروری ہے ۔ چونکہ علم ایک گرانقدر نعمت اور لازوال دولت ہے تو اس کی مناسبت سے طالب علم کو اسکے حصول کے لئے جد و جہد کرنی چاہئے اور ہمہ وقت مستعدی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے ۔

ایک فلاسفر نے طالب علم کے لئے مندرجہ ذیل لائحہ عمل تجویز کیا ہے جس پر عمل کرکے حصول علم کی کٹھن منزل طے کی جا سکتی ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں

لَا یَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا مَنْ عَطَّلَ دُکَانَہٗ وَخَرَّبَ بُسْتَانَہٗ وَھَجَرَ اِخْوَانَہٗ وَاِنْ مَاتَ اَقْرَبُ اَھْلِہٖ فَلَوْ یَشْھَدْ جَنَازَتَہٗ

یعنی حصول علم کے لئے ضروری ہے کہ طالب علم اپنے ہر قسم کے کاروبار، کھیل کود اور رفقاء کے میل ملاپ سے الگ تھلگ رہے یہاں تک کہ قریبی رشتہ دار کے جنازے میں شمولیت سے بھی گریز کرے ۔ اور خَیْرُ الْجَلِیْسِ فِی الزَّمَانِ کِتَابٌ یعنی زمانے میں اس کا پسندیدہ دوست اور ساتھی صرف کتاب ہونی چاہیے ۔ لہذا عزیز من تمہیں اپنے قیمتی وقت کی قدر کرنی چاہیئے ۔ اور اس کو مفید (مباحث) اور مطالعہ کتب میں صرف کرنا چاہیئے ۔

وہ ایک طالب علم کے لئے زمانہ تعلیم میں یہی چیز ضروری ہے اور اس کا یہی لائحہ عمل ہونا چاہیئے ۔ اور اسی پر اس کی کامیابی کا انحصار ہے ۔

پڑھنے کے آداب ۔ اے عزیز ہمیشہ اسباق کا باقاعدگی اور گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد استاد محترم کے پاس آنا چاہیئے ۔ اور اس کا لیکچر غور

سے سُننا چاہیئے ۔ جو اشکال پیش آئے ۔ اس کے حل کرانے سے جھجکنا نہیں چاہیئے ۔ مگر دورانِ سبق اور استفسار میں ضروری آداب کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے ۔ پہلا مسئلہ سمجھ لینے کے بعد دوسرے مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔

اے بیٹے ! جو بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ جو جگہ استاد محترم نے تمہارے لئے متعین کر دی ہے ۔ اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ مت بیٹھو ۔ کیونکہ بعض دفعہ اس معمولی وجہ سے طلبہ کی باہمی جھڑپیں ہو جاتی ہیں ۔ جس کا نتیجہ ذلت اور رسوائی کے ماسوا کچھ نہیں ہوتا ۔ اور یہ چیز دینی اور اسلامی طلباء کی شان کے منافی ہے ۔ ہاں اگر کوئی تمہاری (متعین) جگہ پر بیٹھ جائے ۔ تو حلم و بردباری اور مکارم اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ تم اس سے اُلجھنے کی کوشش نہ کرو ۔ بلکہ صبر و استقلال سے کام لو ۔ اگرچہ کتنی ہی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے ۔ آخر کار صبر کا نتیجہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا ۔

أَوَّلُ الصَّبْرِ مُرٌّ وَ اٰخِرُہٗ حُلْوٌ	صبر بیشک کڑوا ہے مگر اس کا پھل میٹھا ہے ۔

تمہارا مقصد لڑائی جھگڑا نہیں بلکہ طلب علم اور بس !

یاد رکھو ! بسا اوقات اس قسم کی بیہودہ اور لایعنی باتیں سکول سے طالب علم کے اخراج کا باعث بن جاتی ہیں جس کا نتیجہ بے عزتی اور ترک تعلیم کے سوا کچھ نہیں ہوتا ۔ البتہ اگر معاملہ خطرناک صورت اختیار کر جائے تو معاملہ استاد محترم کے سپرد کر دینا چاہیئے ۔ جو استاد محترم فیصلہ صادر فرمائیں تمہیں

بلا چون و چرا قبول کر لینا چاہیئے۔ بس یہی لائق طالب علم کی متاعِ حیات ہے اور اسی میں کامیابی مضمر ہے۔ اے بیٹے! سبق پڑھتے وقت استاد محترم کے سامنے باادب ہو کر بیٹھو۔ اِدھر اُدھر کی بے مقصد باتیں مت کرو۔ بات کرو تو سلیقہ اور تہذیب سے کرو۔ جو طالب علم تہذیب و آداب کے دائرہ سے نکل جاتا ہے استاد کی نظر میں اس کی قدر و منزلت گر جاتی ہے۔ اور لوگ اسے گستاخ اور بے ادب سمجھنے لگتے ہیں۔

بے ادب اور گستاخ بہت جلد اپنے کیئے کا خمیازہ بھگت لیتا ہے۔!

اے بیٹے! تواضع اور ادب دونوں علم کے لئے زینت ہیں۔ ان سے انسان کی قدر و منزلت بڑھتی ہے۔ لوگ بھی ایسے شخص کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اُس کے لئے درازیٔ عمر کی دعائیں کرتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ہے باادب طالب علم کے پیروں تلے ملائکہ بھی پر بچھاتے ہیں اور اسے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس سوء ادب اور استاد محترم کی خفگی علم سے محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔ نیز لوگوں کی نظر میں ایسے طالب علم کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہتی وہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور بے ادب تصور کرتے ہیں۔ اے بیٹے مندرجہ بالا نصیحتوں کے ساتھ یہ ایک نصیحت خصوصیت سے کرتا ہوں۔

کہ جہاں تک ممکن ہو والدین اور استاد کو ہمیشہ خوش رکھو۔ طالب علم کے لئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز صرف والدین اور استادِ محترم کی خفگی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہر

انسان کے تین باپ ہیں، ایک حقیقی دو روحانی یعنی سُسر اور اُستاد۔ کسی ایک کی ناراضگی عذاب الٰہی کا موجب بن سکتی ہے۔ امید ہے، تم میری آخری نصیحت کو خصوصی طور پر یاد رکھو گے۔ انکی اطاعت اور خدمتگذاری میں ذرا برابر غفلت نہیں برتو گے۔

(۱۵) مطالعہ اور مذاکرہ کے آداب!

اے بیٹے! زمانۂ تعلیم میں تمہاری رفاقت، نیک، لائق، صالح اور پارسا طا سے ہونی چاہیئے۔ تاکہ وقتاً فوقتاً تمہیں ان سے علمی بحث کا موقع بھی ما ہے۔ تمہارے مطالعۂ کتب اور معلومات میں بھی توسیع ہوتی رہے۔ اور سلسلۂ افہام و تفہیم میں تمہاری امداد کے دروازے کھلے رہیں۔

یاد رکھو! اگر اپنے خیال میں تم ایک مسئلہ سمجھ چکے ہو۔ تو اسی پر اکتفا نہ کرو۔ تاوقتیکہ تمہیں یقین کامل نہ ہو جائے۔ ممکن ہے۔ جو پہلے سمجھا ہے غلط ہو۔ اگر ٹھیک سمجھا ہے تو فخر نہ کرو۔ کبر و فخر لائق طالب علم کو زیبا نہیں۔ نیز بحث اس انداز سے کرو۔ جس سے معلوم ہو کہ تم تلامذہ اور متعلمین کو لیکچر دے رہے ہو۔ ایسا انداز اختیار نہ کرو۔ جس سے سوء ادب اور گستاخی نمایاں ہو۔ سلسلۂ بحث ہمیشہ جاری رکھو اور اپنے ہم جماعتوں سے کسی قسم کا الجھاؤ اور بگاڑ پیدا نہ کرو۔ کیونکہ ترکِ بحث اور دوست سے بگاڑ دونوں علم کی محرومی کا باعث ہیں۔ لہٰذا تمہیں اپنے ساتھی کا ممنون احسان ہونا چاہیئے۔

اے بیٹے! جو خصوصیت سے کامیابی کا گر ہے، وہ یہ ہے کہ امتحان

سے پہلے امتحان کی فکر اور تیاری کرو۔ کیونکہ امتحان ہی طالب علم کے عروج و زوال اور کامیابی کا زینہ ہے اور اس کی عزت و ذلت کا ضامن ہے جیسا کہ مشہور ہے۔ عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ یُکْرَمُ الرَّجُلُ اَوْ یُھَانُ ط

”یعنی انسان کے لئے امتحان ہی عزت و ذلت کا موجب ہوتا ہے۔“

نیز ایسے طریقے سے بحث میں حصہ لو۔ مطالعہ کرو۔ اور سبق پڑھو۔ کہ الفاظ معانی اور مفہوم وغیرہ پر عبور حاصل ہو جائے۔ یاد رکھو! درحقیقت کسی چیز کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کا نام ہی علم ہے صرف الفاظ رٹ لینے کو علم نہیں کہا جاتا۔ محض الفاظ رٹنے والا طالب علم کبھی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس میں مہارت تامہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات خوب ذہن نشین کر لو کہ کثرتِ مطالعہ وسعتِ علم کا موجب ہوتی ہے۔ اور کثرتِ بحث توسیعِ فہم کا ذریعہ بنتی ہے۔

جہاں تک میرے تجربے کا تعلق ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ لائق طالب علم کے لئے ضروری ہے۔ کہ سبق کو تین بار گہرے مطالعہ کے بعد استاد محترم سے پڑھے پہلی مرتبہ سرسری اور سطحی نظر سے صرف عبارت دہرائے۔ دوسری بار اصول نحو، اور قواعد صرفیہ کے مطابق بہ نظر عمیق عبارت پڑھے۔ تیسری مرتبہ عبارت مع ترجمہ اور دیگر حواشی کے پڑھے۔ اور چوتھی دفعہ استاد محترم سے پڑھنے سے آسانی کے ساتھ سبق ذہن نشین ہو جائے گا۔!

اے بیٹے! آخری بات جو قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ بحث کرتے وقت ادب گفتار کو ضرور ملحوظ خاطر رکھو! یہ بھی خیال رہے۔ کہ جب تک تمہارا مخاطب اپنی بات کو پورا نہ کر لے۔ درمیان میں اس کی بات ٹوکنے کی

کوشش نہ کرو۔ کیونکہ اس سے سوءِ ادب کی نشوونما ہوتی ہے۔ جو دو دوستوں کے لئے سمِ قاتل کے مترادف ہے اور انکے درمیان تلخ کلامی کا موجب بن سکتی ہے۔ عزیزِ من مذاکرہ اور بحث کو عار نہ سمجھو۔ بحث سے فہم اور علم میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ بات کرنے کا سلیقہ اور ڈھنگ آتا ہے۔ اور ما فی الضمیر کے اظہار پر قدرت اور جرأت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۶) پُر فضا مقام کی سیر اور ورزش

اے بیٹے! تعلیم و تعلم بیشک ایک مقدس پاکیزہ پیشہ اور پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اس سے وابستگی عین عبادت اور ذریعہ نجات ہے۔ مگر سیر و تفریح اور ورزش زندگی کا جزوِ لاینفک ہے۔ لہٰذا سیر و تفریح کے لئے کسی بہترین باغ اور سیرگاہ میں جایا کرو۔ تاکہ تازہ ہوا کھانے سے دماغ کی ترو تازگی قائم اور درست رہے اور جسمانی ورزش بھی کرتے رہا کرو۔ اس سے طاقت بڑھتی ہے۔ قُویٰ اور اعصاب، اعضاء مضبوط ہوتے ہیں اور کاہلی کی بجائے چُستی اور سُستی کی بجائے مستعدی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سبق میں بھی ایک گونا نشاط اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔ نیز سبق سمجھنے میں سہولت اور آسانی رہتی ہے۔ مگر ورزش میں حدِ اعتدال سے نہ بڑھو۔ اس لئے کہ زیادہ ورزش بجائے فائدے کے نقصان پہنچاتی ہے۔ **خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا**۔ ہر کام میں اعتدال ملحوظ رکھو اور ورزش کے ساتھ ساتھ حسبِ استطاعت خوراک کا استعمال بھی رکھو۔ ورزش اور خوراک بحالئ صحت کیلئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۱۷) محلہ اور بازار میں چلنے کے آداب

اے بیٹے! یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ جب تم بازار اور گلی کوچے میں چلو، تو نہایت شریفانہ چال چلو۔ تاکہ لوگوں پر تمہاری شرافت اور علم کے آثار ظاہر ہوں۔ اور بازار میں آوارہ گھومنے سے قطعی احتراز کرو۔ چلتے وقت قہقہے نہ لگاؤ۔ لغو اور بیہودہ باتوں سے اجتناب کرو۔ راستے میں کسی سے مذاق نہ کرو۔ حد سے زیادہ نہ ہنسو۔ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے:

إِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ۔ "زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔"

اے بیٹے! جب تم بازار میں چلو تو اطمینان اور سکینت سے چلو۔ کسی ساتھی سے مت الجھو۔ جب راستہ کھلا ہو تو، تو برابر چلو۔ ورنہ ایک دوسرے کے پیچھے چلو۔ تاکہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ راستہ پر کسی ایک کا قبضہ نہیں جب تمہیں نااہل لوگوں سے پالا پڑ جائے تو ان سے اختلاط کی بجائے شرفاء کی طرح علیحدہ ہو جاؤ۔

اے عزیز واقعتاً شرفا نااہل لوگوں کے اختلاط اور لغویات سے کنارکش رہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں واضح طور پر موجود ہے۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ جب جہلا سے آمنا سامنا ہو تو شرفا
قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَإِذَا مَرُّوْا بغیر کسی الجھاؤ کے کنارکش ہو جاتے

بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا
(پ ۱۹ ع ۴)

ہیں۔ جہاں لغویات کا مظاہرہ ہو
تو ان میں ملوث ہوئے بغیر شریفوں
کی طرح گذر جاتے ہیں۔

(۱۸) عفو و درگذر

اے عزیز بسا اوقات نااہل اور نالائق کی رفاقت اہانت اور رسوائی کا باعث بن جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر تم سے کوئی الجھنا چاہے تو اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دو بلکہ تحمل، بردباری اور صبر سے کام لو۔ اور ایسے حالات میں ہمیشہ آنحضورؐ کا اسوۂ کامل پیشِ نظر رکھو کہ ایسے پُرالم حالات میں آنحضورؐ کا طریقہ کار کیا تھا اینٹ کا جواب پتھر یا عفو و درگذر۔ کانٹے کے بدلے کانٹا یا پھول نیز حضرت یعقوبؑ کی طرح فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ ۝ وَاللّٰہُ الۡمُسۡتَعَانُ (پ ۱۲ ع ۱۲) وردِ زبان بنا لیجئے تو عقدہ کشائی میں دیر نہیں لگے گی کیونکہ "یعنی اللہ تعالیٰ صابرین کا معاون اور ساتھی ہے۔"

جو شخص انتقام کی طاقت رکھنے کے باوجود جھک جاتا ہے اور صبر و ضبط کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے عزت و وقار سے نوازتا ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ مَنۡ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ فَقَدۡ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ "جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کا مقام بلند کر دیتا ہے۔"

انتقام بیشک جائز ہے مگر صلح اور عفو کو بدلہ اور انتقام پر ترجیح حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۵ پ۲۵ ع ۵ ،	برائی کا بدلہ برائی ہے ہاں جو معاف کر دے اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے صلہ اور بدلہ دیتے ہیں۔

(۱۹) آداب خرید و فروخت۔

اے بیٹے! اگر بازار میں کچھ خریدنے کا اتفاق ہو تو آداب خرید و فروخت ملحوظ خاطر رکھو۔ اور دکاندار سے کبھی جھگڑا نہ کرو۔ اگر چیز پسند آئے تو خرید لو، ورنہ چپکے سے واپس چلے آؤ۔ جب بھی کسی سے بات کرو، تو مؤدب ہو کر دبی زبان سے کرو۔ اور ایسی نپی تلی بات کرو۔ جس میں غلط بیانی کا شائبہ تک نہ ہو۔ جھوٹ بولنے والے پر کسی کو اعتبار نہیں رہتا اس سے رحمت کا فرشتہ ایک میل دور بھاگ جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے والا خدا کی لعنت کا مورد ٹھہرتا ہے۔ جیسا کہ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ قرآنی آیت اس پر شاہد ہے۔

(۲۰) گفتگو اور آداب مجلس

اے بیٹے! جب تم کسی مجلس میں جاؤ یا راستہ میں کسی سے ملو تو .....

سلام مسنون ضرور کہو کم از کم اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور زیادہ سے زیادہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ سلام مسنون کہے بغیر کسی مجلس میں بیٹھنا یا کسی سے محو گفتگو ہونا شعار اسلام کے منافی ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ لِقَفْرِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ

عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (بخاری شریف) ان شواہد سے ثابت ہوا اپنا ہو یا بیگانہ۔ واقف ہو یا ناواقف سلام مسنون کہنا چاہیے اور کسی مجلس میں بغیر اذن اور اجازت کے مت بیٹھو ممکن ہے۔ اہل مجلس کوئی ایسی راز اور پردہ کی بات کر رہے ہوں۔ جس میں تمہاری شرکت انہیں گوارا نہ ہو۔ نیز جس قدر ممکن ہو تجسس سے اجتناب برتو۔ تجسس یعنی خفیہ طریقوں سے کسی کا راز اور بھید معلوم کرنا قبیح اور بری عادت ہے۔ اور انتشار و فساد کی جڑ ہے اسی لئے وَلَا تَجَسَّسُوْا فرما کر تجسس، سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم اپنے گھر میں اہم امور کے بارے مشورہ کر رہے ہو۔ اور کوئی دوسرا اجازت لئے بغیر آ دھمکے یہی حال اس مجلس کا ہے۔ جس میں تم اجازت لئے بغیر جا بیٹھو۔ ایسا کرنے سے تمہیں پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔ اور تمہاری بے جا مداخلت تمہاری رسوائی کا باعث ہو گی۔

ہاں جب تمہیں کسی مجلس یا کسی خاص پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی جائے۔ تو شمولیت سے پس و پیش نہ کرو اور اس صورت میں آداب مجلس کو مت بھولو باقاعدہ اجازت لے کر بیٹھو۔ اور بیٹھتے وقت کسی کو تنگ نہ کرو۔ اور نہ ایسی جگہ بیٹھنے کی کوشش کرو۔ جس کے تم لائق نہیں ہو۔ بلکہ تم کسی جگہ بیٹھے بھی ہو تو بعد میں کوئی قابلِ احترام بزرگ آ جائے۔ تو فوراً اس کے لئے اپنی جگہ خالی کر دو۔"

اس سے لوگوں میں تمہارے وقار و عزت میں اضافہ ہو گا۔ تمہاری

قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔ اور تمہیں لوگ احترام اور پیار کی نظر سے دیکھیں گے۔

نیز یاد رکھو! اگر تمہارے آنے سے پہلے کوئی خاص موضوع زیر بحث ہو تو تم اس میں اس وقت تک مداخلت نہ کرو جب تک تم سے پوچھا نہ جائے۔ مجلس میں بات کرنے میں پہل نہ کرو۔ بلکہ دوسروں کی بات بغور سنتے جاؤ۔ البتہ جہاں اشکال پیش آئے وہاں مزید وضاحت کیلئے استفسار کر سکتے ہو۔ مگر ادب کے ساتھ۔

اے بیٹے! کسی مجلس میں بات کرو۔ تو اخلاق و تہذیب سے گری ہوئی بات نہ کرو۔ بچی تلی بات کرو۔ جس کے سننے اور قبول کرنے پر حاضرین مجلس مجبور ہو جائیں۔

دورانِ مجلس کوئی ایسی بات نہ کرو۔ جس سے دوسرا غمگین ہو۔ اور نہ مجلس برخاست ہونے کے بعد ایسی بات کہو، جو غیبت کے مترادف ہو اور قرآن میں غیبت سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا
أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ
لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ

اے ایمان والو کسی کی غیبت نہ کرو
کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی
کا گوشت کھانا گوارا کر سکتا ہے۔

پ ۲۶ ع ۱۴

یقیناً مکروہ سمجھو گے۔ گویا کسی کی غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کے

گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ حدیث پاک میں بھی غیبت کرنے والے کی مختلف انداز سے مذمت کی گئی ہے۔

اے بیٹے آخری نصیحت خصوصی طور پر تمہارے لئے قابل قبول ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ تم کبھی بُری مجلس اختیار نہ کرو۔ جس قسم کی صحبت اور مجالس انتخاب کروگے۔ ویسا ہی خمیازہ بھگتوگے۔

ظاہر ہے۔ جس چیز سے انسان دلچسپی رکھتا ہے۔ اس سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی اس پر آثار رونما ہوتے ہیں۔

یاد رکھو! بُرے اخلاق، بُری عادات اور غلط اطوار نیکی اور اخلاق حسنہ کو اس طرح کھاجاتے ہیں۔ جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو بھسم کردیتا ہے۔

(۲۱) سچ کی اہمیت اور جھوٹ کی مذمت:

اے بیٹے! ہمیشہ سچ بولو۔ صاف گوئی سے کام لو۔ ہمیشہ جچی تلی بات کرو سچ بولنا انبیاء کرام کا خاصہ اور اولیاء کرام کا شیوہ ہے۔ سچ میں انگنت فوائد اور برکتیں ہیں۔ سچ قرب الٰہی اور عزت و وقار کا ضامن ہے۔ اسی لئے سچ بولنے کی خاصی تاکید فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا	لوگوں سے بھلی اور جچی تلی بات کرو

پ ۱ ع ۱۰

نیز ارشاد نبوی ہے۔

اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ	ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچو

اور دوسرے مقام پر خداوند کریم نے فرمایا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ
وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝	سیدھی بات کہو۔ اس میں جھوٹ کا
پ ۲۲ ع ۴	شائبہ تک نہ ہو

نیز فرمایا

كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝	ہمیشہ سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

مندرجہ بالا شواہد سے ثابت ہوا کہ سچ میں دنیوی و اُخروی تحفظ ہے۔ اور جھوٹ انسانی ضابطۂ حیات میں اتنا بڑا نقص ہے۔ کہ اسکی تلافی ناممکن ہے کیونکہ جھوٹ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے اور معاشرہ میں بہت سی برائیاں جھوٹ سے جنم لیتی ہیں اور اس کی خرابی کا باعث بنتی ہیں۔

یاد رکھو! جب تم ایک بار کراہت سے جھوٹ بولو گے تو پھر رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے کے عادی ہو جاؤ گے۔ اور یہ اتنی بُری عادت ہے کہ تمہارے وقار کو ختم کر دے گی۔ عزت کو ذلت سے اور رفعت کو تنزل سے بدل دے گی علاوہ ازیں تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے صحیح ترین مورد ٹھہرو گے۔ کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے۔ لیکن انسان اپنی عادت کو چھوڑ دے ناممکن ہے۔

نیز جھوٹ کی وجہ سے تم لوگوں کے دائرہ اعتماد سے نکل جاؤ گے۔ وہ تمہیں نفرت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور کذاب کے لفظ سے پکاریں گے۔ دودھ کی مکھی کی طرح دُور پھینک دیئے جاؤ گے۔ تم خدا اور اُس کے رسول کے مجرم قرار

پاؤ گے اور پھٹکار کے مستحق ٹھہرو گے۔ یاد رکھو! قرآن وحدیث میں دروغ گوئی کی جو مذمت کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دروغ گو اس دنیا میں سب سے بڑا اور مذموم شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر کاذب کو ملعون قرار دیا ہے۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ "جھوٹوں پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے"!

نیز دروغ گوئی علاماتِ نفاق سے ایک ہے۔

اے عزیز! اب تم ہی ذرا غور کر کے بتاؤ۔ کہ تم یہ گوارا کر سکتے ہو کہ اللہ اور اُس کے رسول مقبول کے ہاں منافق اور ملعون ٹھہرو۔!

اے بیٹے! دو منٹ کے لئے مانا جا سکتا ہے کہ بعض دفعہ جھوٹ سے کافی کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم لوگوں کو بیوقوف بنانے اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں مہارت تامہ رکھتے ہو۔ مگر یاد رکھو، اس کا نقصان نفع سے کہیں زیادہ ہے۔

بیٹے! اس مالکِ حقیقی سے اخفاء ناممکن ہے۔ جو تمہاری ہر ادا اور حرکت سے خوب واقف ہے اور تمہارا مخفی سے مخفی بھید اُس پر عیاں ہے۔

اے بیٹے! میں تو تمہیں یہاں تک کہوں گا۔ کہ اگر جان دینے کا سوال بھی پیدا ہو جائے۔ تو جھوٹ بولنا کبھی گوارا نہ کرو۔ اور یاد رکھو! جس کی رضا کے لئے تم سچ بول رہے ہو۔ وہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہونے دے گا۔

اے بیٹے! جھوٹ کی ایک دوسری قسم بھی قابلِ غور ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ لوگ

بسا اوقات مزاحیہ طور پر جھوٹ بولنے کو عیب نہیں سمجھتے۔ اور باتوں باتوں میں ندامت اور شرمندگی مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔!

یاد رکھو! یہ فعل بھی اتنا بُرا ہے۔ جتنا کہ صاف طور پر جھوٹ بولنا، اس سے بھی انسان معتمد علیہ نہیں رہتا۔ اور اپنی عزت و آبرو اور قدر و منزلت خود ہی خاک میں ملا دیتا ہے۔

قرأۃ الرشیدہ میں ایک حکایت نقل کی گئی ہے۔ کہ ایک چرواہا بلا ناغہ چراگاہ میں (جو گاؤں کے قریب تھی) بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک روز اسے خیال آیا۔ کہ آج لوگوں سے مذاق اور دل لگی کرنی چاہیئے۔ اس نے اسی خیال سے باآواز بلند اَلذِّئب اَلذِّئب (بھیڑیا، بھیڑیا) کہا۔ تو لوگ بھیڑیئے کا نام سنکر دوڑے اور مسلح ہو کر اس کی مدد کو پہنچے۔ لیکن معلوم ہُوا کہ بھیڑیا نہیں۔ چرواہے نے مذاق کیا ہے۔ اس پر لوگ بہت حیران ہوئے۔ مگر دوسرے روز واقعی بھیڑیا آ نکلا تو چرواہا الذئب، الذئب کی رٹ لگاتا رہا مگر کسی نے اس کی پکار پر کان نہ دھرا اور نہ ہی کوئی اس کی مدد کو پہنچا اس لئے کہ اس نے پہلے روز جھوٹ بولا تھا۔ اور اپنا اعتماد کھو بیٹھا۔

اے بیٹے! مجھے امید ہے۔ کہ تم آج ہی اپنی آئندہ زندگی میں جھوٹ کو ترک کرنے اور سچ بولنے کا عہد کر لو گے۔ سوزِ دل سے دعا ہے کہ اللہ تمہیں سچ بولنے اور جھوٹ ترک کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے۔ آمین

(۴۴) کھانے پینے کے آداب :-

اے بیٹے! اگر تم خوشگوار زندگی بسر کرنا اور صحت مند رہنا چاہتے ہو۔ تو حد سے زیادہ کھانے پینے سے احتراز کرو۔ اور کھانے پر کمی سے احتیاط برتو۔ صرف اتنا کھاؤ جو معدہ آسانی سے ہضم اور برداشت کر سکے۔ اگر حد سے زیادہ کھاؤ گے تو بدہضمی کے علاوہ اور بھی بہت سی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔ مگر یہ ایک بالشت شکم پُر نہ ہوگا۔ جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ (ابن ماجہ ترمذی)

نیز کھانا وقت پر اور بھوک سے کھاؤ بغیر بھوک اور بے وقت کھانے سے پیٹ اور معدہ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

کھانے سے قبل ہاتھ خوب صاف کر لیا کرو۔ اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو۔ کھانا اطمینان اور سکون سے ایک لقمہ کو متعدد بار چبا کر کھاؤ تاکہ ہضم ہو جانے میں آسانی رہے۔

اے بیٹے! کھانے کے من جملہ آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب ایک قسم کا کھانا ہو تو ادھر اُدھر ہاتھ گھمانے کی بجائے اپنے آگے سے کھاؤ۔ دانشمند اور مہذب لوگوں کا یہی طریقہ ہے۔

ایک برتن میں مختلف کھانے ہوں تو البتہ جو من چاہے اور جہاں جو کھا سکتے ہو۔ بیوقوفوں کی طرح چلتے پھرتے گلی کوچے میں بھی کھانا نہ کھاؤ۔

کیونکہ قرآن میں چل پھر کر کھانے والوں کو حیوانات سے تشبیہ دی گئی ہے اور ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس کی وضاحت سورہ محمد میں موجود ہے۔ یَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ پ ۲۶ ع۔ یعنی ایسے کھاتے ہیں جیسے چوپائے تو اُن کا ٹھکانہ آگ ہے۔

ز چلتے پھرتے کھانا سلیقہ کی بات نہیں ہے۔ اس سے عزت، آبرو، شرافت اور وقار میں فرق آتا ہے۔ اور اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے سے بھی زیبا نہیں نیز جب تم کھانے پینے میں مصروف ہو تو کوئی حاجتمند آجائے تو اسے بھی کھانے کے لئے ضرور کہو۔ اگر کھانا بچ جائے۔ تو کسی مسکین کو دے دو ممکن ہے وہ کھانا تمہاری نظر میں حقیر ہو۔ لیکن یاد رکھو! اس سے ایک مسکین اور بھوکے کا پیٹ بھر سکتا ہے۔ مسکین پر صدقہ کرنیکے بعد احسان مت جتاؤ۔ قرآن میں اس کی خاص طور پر وضاحت موجود ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ○
پ ۳ ع ۳

"یعنی نرم اور بھلائی کی بات کہنا اور درگذر کرنا، اس صدقہ سے بدرجہا بہتر ہے جس سے تکلیف رسانی، اور احسان جتانا مقصود ہو، اور اللہ بے پروا اور نہایت تحمل والا ہے"!

اے بیٹے! کھانا بھی ہمیشہ صاف برتن میں کھاؤ، اور پانی بھی صاف ستھرے برتن میں پیو۔! بلکہ نہایت اطمینان سے شرفاء کی طرح تین سانس لے کر پیو۔ تاکہ پیٹ میں کسی قسم کی خرابی نہ ہونے پائے۔!

کھانے کے دوران باتوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کے تعریفی کلمات سبحان اللہ الحمد للہ وردِ زبان رہنے چاہییں۔ کھانا کھا چکنے کے بعد درج ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا	سب تعریف اس اللہ کی جس نے
وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ	ہمیں کھلایا۔ پلایا اور مسلمان بنایا۔
الْمُسْلِمِیْنَ۔	

(۲۳) عبادت اور مساجد کے آداب !

اے بیٹے! بنی نوعِ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے۔ اور اس مقصدِ حیات کو قرآن حکیم نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ	"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف
اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔" پ۲۷ ع۲	عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔
وَمَا اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ	"مجھے مخلوقات سے رزق کی احتیاج
وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنَ ۝ اِنَّ	نہیں ہے۔ بلکہ اللہ ہی تمام کائنات
اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ	کا رازق ہے۔
الْمَتِیْنُ ۝ پ۲۷ ع۲	

جملہ عبادات سے نماز کو اولیت حاصل ہے۔ اسے دین کا ستون قرار دیا گیا۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ یعنی نماز دین کا ستون ہے جس طرح عمارت بغیر ستون کے ناقص اور نامکمل ہے بعینہٖ نماز کے بغیر دین نامکمل

اور ناقابلِ نجات ہے۔ لہٰذا اے بیٹے! ہمیشہ فرض نمازوں کے لیے مستعد اور تیار رہو۔ نماز میں کبھی سستی اور غفلت نہ کرو چونکہ سارے دین کا دارومدار صرف نماز پر ہے، اسلام اور کفر کے درمیان فرق صرف ترکِ صلوٰۃ کا ہے لہٰذا تم پر واجب اور ضروری ہے کہ نماز کی ادائیگی میں محتاط رہو اور نماز کو وقت پر ادا کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ نماز وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۝ اِنَّ الصَّلٰوۃَ	نماز قائم کرو۔ بلاشبہ اپنے مقررہ
کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا	وقت پر نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔
مَّوْقُوْتًا ۝ پ ۵ ع ۱۴	

اور یہ بھی ضروری ہے کہ نہایت اطمینان، سکون اور سنت کے مطابق وضو کرو۔ وضو کرتے وقت پانی کے زیادہ استعمال سے احتیاط برتو۔ ہر عضو کے دھونے میں تین مرتبہ سے تجاوز نہ کرو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بہت توبیخ فرمائی ہے۔

فَمَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا فَقَدْ	"جو تین بار دھونے سے تجاوز کرے۔
اَسَاءَ وَتَعَدّٰی وَظَلَمَ	اس نے بہت برا کیا۔

نیز آنحضورؐ نے فرمایا۔

اَلصَّلٰوۃُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ وَ	جنت کی چابی نماز اور نماز کی چابی
مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّهُوْرُ	وضو ہے۔

اسلئے آپؐ نے مزید فرمایا۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِہٖ
جس نے احسن طریقے سے وضو کیا تو اُسکے جسم سے گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔

لہذا جو وضو کے بعد درج ذیل کلمات پڑھ لے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔

نیز نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرو اور نماز میں پورا انہماک اور خشوع و خضوع پیدا کرو۔ تمہیں نماز پڑھتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ شاید یہ میری آخری نماز ہو۔ اور یہ بھی ذہن میں رکھو۔ کہ تم نماز میں اُس ذات سے سرگوشی کر رہے ہو اور اس کے سامنے سربسجود اور دست بستہ کھڑے ہو۔ جو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور تمہارے ہر بھید سے واقف ہے۔ نماز میں اپنے خیالات اور وساوس پر قابو پاتے ہوئے اللہ سے مناجات اور سرگوشی کا حق ادا کرو۔ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو کچھ نہ کچھ ذکرِ مسنون اور ادعیہ ماثورہ ضرور پڑھو۔

اے بیٹے! جو کچھ میں نے آداب عبادت کے متعلق کہا ہے زیادہ تر اُس کا تعلق مسجد سے ہے۔ اس لئے آداب مسجد کی طرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالیں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ — اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں۔

آداب مسجد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ تمہیں باوضو ہونا چاہیئے اور مسنون دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہیے۔ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس کا جتنا بھی احترام کرو کم ہے۔ نیز مسجد میں زیادہ اونچی بات نہ کرو۔ بلکہ پست اور دبی آواز سے بات کرو۔ جیسا کہ قرآن میں زیادہ اونچی بات کرنے کی مذمت کی گئی

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ — "چلنے میں میانہ روی اختیار کرو۔ اور گفتگو میں اپنی آواز پست رکھو اس لئے کہ اونچی آواز گدھے کی آواز کی طرح مکروہ ہے"

پ ۲۱ ع ۱۱

یہ بھی ضروری ہے کہ مسجد میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔ مسجد میں آنے سے کسی کو نہ روکو۔ اس لئے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اور اس پر کسی کا قبضہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر اللہ عزوجل نے کلام پاک میں مسجد سے روکنے والوں کیلئے خاص طور پر وعید فرمائی ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا — "اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں سے روکتا ہے اور مساجد کی بربادی اور ویرانی پر تلا ہوا ہے"

پ ۱ ع ۱۴

(۴۲) امانت دیانت اور اسکی فضیلت :-

اے بیٹے امانت و دیانت بہترین اوصاف اور اچھے اعمال میں سے ہے۔ زیادہ تر یہ وصف انبیاء علیہم السلام میں پایا جاتا ہے اور چند اہل اللہ علماء کرام اس وصف کے حامل نظر آتے ہیں لیکن عوام کو اس سے بہت کم نسبت ہوتی ہے مگر اسلام میں امانت کی صیانت اور تحفظ پر بہت زور دیا گیا ہے اور اسکی ادائیگی کی خاص تاکید کی گئی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا ۰

یقیناً اللہ امانتوں کو اصل مالکوں کے حوالے کرنے کا حکم دیتا ہے۔

نیز فرمایا فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۔ امانتدار کو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے عند الطلب امانت لوٹانے میں پس و پیش نہ کرے، اور ارشاد نبوی ہے ۔ وَاَدُّوا اِذَا اؤْتُمِنْتُمْ اِلٰى اَهْلِهَا ۔ یعنی اگر تمہارے پاس امانت ہے تو اسے صاحب امانت کو لوٹا دو

مگر اس کے بالمقابل خیانت ہے جس کے لفظ سے ہی کراہت نمایاں ہے اس لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے خیانت سے پناہ مانگی ہے

لہٰذا ضروری ہے تم امین بنو۔ خائن نہ بنو۔ امانت کو امانت سمجھو، اور راز کو راز جانو۔ اور اس چیز کا خاص خیال رکھو کہ امانت رکھنے والے نے تمہیں امین جان کر تمہارے پاس امانت رکھی ہے۔ اور شریف جان کر اپنا راز بتایا ہے۔ اس لئے ضروری ہے

کہ اس کے حسنِ ظن کو بدگمانی سے نہ بدلو۔ اور اپنے کسی عزیز کو اس کی امانت اور اس کے راز سے باخبر نہ کرو۔ اگر تم نے اس بارے میں ذرا بھی غفلت برتی تو آنحضورؐ کے اس ارشاد کے مورد ٹھہرو گے۔

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَتَ لَہٗ	جسے امانت کا پاس نہیں اس کا ایمان نہیں۔

نیز خیانت علاماتِ نفاق سے ایک ہے۔

اے بیٹے! اگر تمہارے ساتھ دیگر طلبا، کمرہ میں رہائش پذیر ہوں۔ تو ان کی غیر حاضری میں خود ان کے سامان کی نگرانی کرو۔ تمہارے ساتھی کسی چیز کے گم ہونے پر تمہیں چور اور خائن تصوّر کریں گے۔ قطع نظر اس کے کہ تم سچے ہو یا جھوٹے۔

اے بیٹے! نہ کسی چیز کو معمولی جان کر خیانت کرو۔ اور نہ بڑی چیز کو دیکھ کر اپنے ایمان میں خلل آنے دو۔ خیانت چھوٹی چیز کی ہو یا بڑی کی، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک مذموم سمجھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ عزیز میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخٰٓئِنِيْنَ پ ۱۰ ع ۳	اگر تم کسی قوم سے خیانت کا خطرہ محسوس کرو، تو ان کا (عہدہ) چیز انکے حوالے کر دو۔ اس طور پر کہ تم برابر برابر ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دغاباز اور خائن سے محبت نہیں رکھتا۔"

عاذنًا اور مذاقًا بھی خیانت سے احتراز کرو۔ اس سے بھی شرافت۔ اعتماد اور وفاء میں فرق آتا ہے۔

(۲۵) عفّت! اور اسکی اہمیّت

اے بیٹے! عفّت مکارمِ اخلاق میں سے ہے۔ اور انبیاء فطرتاً عفیف ہوتے ہیں اور اکثر صلحاء، پارسا اور اولیاء اللہ اس وصف کے حامل ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں عفّت فطری طور پر موجود ہوتی ہے۔ مگر دوسروں کے حصّے میں انتہائی تگ و تاز کے باوجود بہت کم آتی ہے۔!

آج ہی سے تمہاری توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ تم عفیف بنو۔ ہمیشہ میانہ روی اختیار کرو۔ اور حد سے زیادہ خرچ سے بھی اجتناب کرو۔ اور کنجوس بھی نہ بنو بلکہ جہاں تک ممکن ہو بھوکے رہ کر بھی سخاوت کی کوشش کرو۔ کسی دوسرے سے اُمید نہ رکھو۔ دنیوی لذائذ اور تکلّف سے کنارا کش ہو کر سادہ زندگی بسر کرو سے امید۔ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو، اور اسے بُرائی پر کمر بستہ نہ ہونے دو۔ جب بُرائی کا خیال آئے تو فوراً اللہ سے استغفار کرو۔ اور اپنی شرافت، نفس اور آبرو کو ہر رسوا کُن امر سے محفوظ رکھو۔

خیال رہے عفّت ایسا قیمتی تاج ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا سب ہیچ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس عظیم الشان نعمت کی قدر کرو۔ اور ہر راہزن سے اس کو بچا کر رکھو۔ یہ بھی عفّت کے زمرے میں آتا ہے کہ جب تم بازار میں چلو۔ ادھر ادھر مت جھانکو اپنی نظر نیچی رکھو۔ عورتوں سے بات کرتے سے احتیاط برتو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی خاص کر تاکید فرمائی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا	آپؐ فرماویں۔ اے ایمان والو۔!
مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا	اپنی نظر نیچی رکھو۔ اور اپنے ستر
فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ	کی حفاظت کرو۔ یقیناً یہ تمہارے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا	لئے اچھا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
يَصْنَعُوْنَ ۝ پ ۱۸ ع ۱	تمہاری کارکردگی سے خوب واقف ہے۔

عزیزمن! شیطان کے ہر فریب سے بچو اور اس کے ہر حربے سے چوکس رہو اور اپنے آپ کو اسلامی قالب میں ڈھالو۔ اس لئے کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اور ہر وقت نئے نئے جال بُنتا رہتا ہے۔ اس کی فریب کاریوں سے محفوظ رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا	اے ایمان والو! اسلام میں پوری
فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا	طرح داخل ہوجاؤ اور شیطان
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ اِنَّهٗ	کی پیروی نہ کرو۔ کہ وہ تمہارا ظاہر
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝	باہر دشمن ہے۔

پ ۲ ع

وہ ہر وقت بُرے کاموں پر اکساتا رہتا ہے۔ اور اپنے اثرات جسم میں خون کی طرح سرایت کر دیتا ہے۔ جیسا کہ صحاح ستہ کی متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ جہاں تک ہوسکے کثرت سے لاحول پڑھتے رہا کرو تاکہ شیطان کے فریب اور وساوس سے محفوظ رہ سکو۔ اگر اس سے ذرا بھی غفلت برتو گے تو تم گمراہ ہوجاؤ گے۔ اور پھر رفتہ رفتہ وہی گمراہی تمہاری خوراک اور فطرت ثانیہ بن جائے گی، اور تمہیں اس سے

اس قدر دلچسپی ہوگی ۔ کہ اس کے بغیر رہ نہ سکو گے ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے ۔ کیونکہ وہ سراسر شہوانیت کی راہ ہے ۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝
پ ۱۵ ع ۴

یعنی زنا کے قریب تک بھی نہ جاؤ، اس لئے کہ وہ بےحیائی اور بُرائی کی راہ ہے ۔ !

(۲۶) جواں مردی، مروت اور شرافت!

اے بیٹے! اس وقت تک تم کامل بہادر اور شریف النفس نہیں بن سکو گے ۔ جب تک جواں مردی، بہادری اور مروت جیسے کام سرانجام نہیں دو گے ۔ اپنے نفس پر قابو نہیں پاؤ گے ۔ اس کو بُرے کاموں پر کمربستہ ہونے سے نہیں روکو گے ۔ شرفاء جیسا چال چلن اختیار نہیں کرو گے ۔ اور رسوا کُن امور سے احتراز نہیں کرو گے ۔

انسانیت کی حقیقت اور اس کے تقاضوں کو من کل الوجوہ نہیں سمجھو گے ۔ مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ نہیں کرو گے ۔ اور کمینے اور بزدل لوگوں کی مجلس سے نہیں بچو گے ۔ شہوانیت سے پوری طرح رہائی حاصل نہیں کرو گے ۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے ۔ کہ مروت بہادری اور شرافت میں فقر، غربت نقصان دہ اور معیوب چیز نہیں ہے بلکہ قابلِ ذلت چیز یہ ہے ۔ کہ حیثیت ہونے کے باوجود انسان بزدلی، کمینگی اور کنجوسی جیسے قبیح افعال کا مرتکب ہو ۔ اور کارِ خیر میں پیچھے اور بُرے کاموں میں پیش

پیش رہنا ہو۔

اے بیٹے! یہ بھی مروت کے زمرے میں آتا ہے کہ اپنا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دو اور کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ آنحضورؐ اپنے ہاتھ مبارک سے کام کرتے اور صحابہ کرامؓ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو باعث عزت سمجھتے اور کسی سے کروانا باعثِ عار جانتے تھے۔ نیز سادہ زندگی اختیار کرو۔ اور ایسے شخص کو دیکھ کر متاثر نہ ہوجاؤ۔ جو لغو باتوں اور خواہشات میں الجھا ہوا ہے اور اپنی تباہی و بربادی پر تلا ہوا ہے۔

آخری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ تم کسی کو اونچے منصب پر فائز دیکھ کر بغض، عناد اور حسد کی وجہ سے اسے ذلیل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ اللہ پر کامل بھروسہ رکھو اور تم بھی اونچے منصب پر فائز ہونے کی سعی و کوشش کرو، یقیناً تمہاری قسمت تم کو مل کر رہے گی اور تمہاری محنت کبھی رائگاں نہیں جائے گی

۲۷۔ غیبت، حسد اور تکبر کی مذمت:۔

اے بیٹے! یہ بہت بری بات ہے۔ کہ تم اپنے دوست اور بھائی کی غیر حاضری میں ایسی بات کرو جو اسے ناگوار ہو۔ اور وہ بات اس کی ذلت اور رسوائی کا باعث بنے۔ اور وہ اس سے اندوہ گیں ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ تمہاری عدم موجودگی میں کوئی ایسی بات کہے جس سے تمہاری عزت اور ذلت کا سوال وابستہ ہو۔ لہٰذا ضروری ہے تم ایسی باتوں سے کنارا کشی اختیار کرو اور کسی کی عیب جوئی نہ کرو۔ اس لیے

کہ عیب جو خود عقل مندوں کی نظر میں بے عیب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مشہور ہے:

لَا يَعِيْبُ اِلَّا مَعِيْبٌ	عیب جوئی وہی کرتا ہے جو خود بے عیب نہیں ہوتا۔

لہٰذا غیبت، چغلی اور تجسس سے بچو۔ نیک لوگوں کو ایسے مذموم افعال سے دور کی بھی نسبت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں ایسے قبیح افعال اور عادات سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ پ ۲۶ ع ۱۴	اے ایمان والو! بدگمانی اور اتہام سے بچو۔ بلا شبہ بہت سی بدگمانیاں سراسر گناہ ہیں۔ تجسس اور غیبت بھی نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کر سکتا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تواب اور رحیم ہے

معلوم ہوا کہ غیبت وغیرہ اپنے حقیقی مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ اور کوئی یہ پسند کر سکتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے۔

اے بیٹے! اگر تمہارے رفقاء میں کسی کو اللہ تعالیٰ نے مختلف نعمتوں سے نوازا ہے۔ تو تم کبھی اس کو حسد اور بغض کی نظر سے نہ دیکھو! ایسا کرنا اسلامی روایات کے منافی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا یعنی ایک دوسرے سے حسد و بغض نہ رکھو۔

کیونکہ حسد نہ تو نعمت سلب کر سکتا ہے اور نہ حاسد کے لیے اضافہ کا باعث بن سکتا ہے

اِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ نیکیوں کو حسد ایسے بھسم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔
کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

لہٰذا اس کا خمیازہ حاسد کو ہی بھگتنا ہوگا اور وہی عذاب الٰہی کا مورد ٹھیرے گا۔

البتہ تم اس طرح دعا کر سکتے ہو کہ اے اللہ! جیسے تو نے اپنے فضل و کرم سے فلاں شخص کو نوازا ہے مجھے بھی یہ نعمتیں عنایت فرما۔

اے بیٹے اگر تجھ پر کوئی ظلم یا زیادتی کر بیٹھے اور بعد میں معذرت خواہ ہو تو اس کا عذر قبول کرنے میں آپ کو تامل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ فَاعْذِرْهُ "اسے معذور سمجھو اور معذور کا

اَلْمَعْذُوْرِ اَلْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ عذر قبول کرنا شرفاء کا شیوہ ہے

دوبارہ میں اسی امر کی طرف آپکی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ

کسی سے حسد اور بغض نہ رکھو اور نہ کسی کو مبغوض سمجھو بلکہ سب سے نیک دلی اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ یقین رکھو، عناد، حسد اور بغض کسی کی نعمت نہ تو گھٹا سکتے ہیں اور نہ اضافہ کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو گے اور اس کے شکر گذار بندے بنو گے۔ تو خود بخود تمہاری نعمتوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ	"اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں
وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ	زیادہ نعمتیں دوں گا اور اگر نا
لَشَدِيْدٌ ۝ پ۱۳ ع۱۳	شکری کرو گے تو یاد رکھو! میرا عذاب بڑا سخت ہے۔"

اے عزیز! اگر تم کو اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے تو اس پر تکبر نہ کرو۔ بلکہ ہمیشہ اس کے غضب سے ڈرتے رہو کیونکہ جس نے عطا کی ہے وہ سلب پر بھی قادر ہے۔ تکبر صرف اللہ کی صفت ہے اور اسی کو زیبا ہے اور اللہ تعالیٰ متکبر کو نظر رحمت سے نہیں دیکھتا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۔	اللہ تکبر کرنیوالوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا

یاد رکھو! اونچے منصب پر فائز ہونے اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہیں، اس کے نزدیک بہتر پرہیزگاری۔ تقویٰ اور پارسائی ہے۔ اللہ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ	اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت
مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ	سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف

شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ پ ۲۶ ع ۱۴	قبیلوں اور خاندان میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ایک دوسرے سے پہچاننے میں آسانی رہے۔ مگر یاد رکھو! اللہ کے نزدیک قدر و منزلت صرف پرہیزگار اور متقی کی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری کارکردگی سے خوب واقف ہے۔

نیز آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ لَيْسَ لِعَرَبِيٍّ فَضْلٌ عَلٰى عَجَمِيٍّ اِلَّا بِالتَّقْوٰى	یعنی کسی عربی کو غیر عربی پر سوائے تقویٰ کے کوئی بالاتری نہیں۔

۲۰ - توبہ، خشیت اور صبر و شکر :

اے بیٹے! ہر اس نافرمانی سے بچو جو اللہ اور اس کے رسول کی خفگی کا باعث بنے اگرچہ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ - مسلّم ہے۔ مگر انبیاء علیہ السلام میں فطرتی طور پر معصومیت موجود ہے، مرد ہو یا عورت، عام ہو یا خاص، بزرگ ہو یا ولی۔ سب سے برائی کا امکان ہے اور ہر قسم کی برائی سے احتیاط اور بچاؤ ضروری ہے۔ ہاں اگر کسی قسم کا گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو

اور اپنے کیے کی معافی مانگو۔ لیکن توبہ کرتے وقت زبان کے ساتھ قلبی تصدیق و یقین بھی ضرور ہونی چاہیے۔ پھر توبہ کے بعد گناہ کے قریب تک نہ جاؤ اور نہایت صبر و استقامت سے توبہ پہ قائم رہو۔ اسی لیے بعض نے توبہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

”توبہ اس طرح ہونی چاہیئے۔ جیسے دودھ دوبارہ تھنوں میں واپس نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح توبہ کرنے والا۔ دوبارہ گناہ کے قریب نہ جائے“

تو ایسی توبہ باعث تکفیر و تغفیر ہوگی۔ اس کی تائید میں ارشاد نبوی ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

گناہ سے توبہ کرنے والے کے ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا۔

اے بیٹے گناہ سرزد ہوجانے کی صورت میں تجھے پریشان و پشیماں رہنا چاہیئے اس خیال سے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے گناہ معاف فرمایا ہے یا نہیں اور ساتھ ساتھ تمہیں اللہ کا شکرگذار بھی ہونا چاہیئے کہ جس نے توبہ و استغفار کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اور ایسا نہ ہو کہ پریشانی اور افسوس کے ساتھ ساتھ گناہ بھی کیے جاؤ۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ تمہارے والدین اور استاد محترم نے تجھے بلاناغہ اور باقاعدگی سے سبق پڑھنے کی ہدایت کی ہو۔ مگر تم تعمیل حکم کے ساتھ مسلسل ناغہ بھی کرتے رہو تو تمہاری یہ حرکت وہ کبھی گوارا نہیں کریں گے۔ تو اسی طرح یہ فعل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بجائے خفگی کا باعث ہوگا۔ اور بجائے بخشش کے اللہ تعالیٰ کے عتاب و عقاب کے مستحق ٹھیرو گے۔ اے عزیز! پہلے پہل اللہ کا خوف بندے اور گناہ کے درمیان حائل ہوتا

ہے۔ جب انسان گناہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ کا خوف درمیان سے ہٹ جاتا ہے تو انسان گناہ کے باعث اللہ کے عتاب و عقاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں اگر انسان گناہ پر ہی مُصر رہے تو رفتہ رفتہ گناہ اس کی خوراک اور فطرتِ ثانیہ بن جاتا ہے اور ایسے انسان کو شاذ و نادر ہی توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کی فضیلت قرآن و حدیث میں مختلف مقامات پر مذکور ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مُقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ۝ پ ۲۷ ع ۱۲

"جو اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا۔ اس کے لیے دو باغ ہیں۔"

اور ارشادِ نبویؐ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

"عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگر مردِ مومن کی آنکھوں سے صرف اللہ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر آنسو بہہ پڑا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتے ہیں۔"

اگر قیامت کے دن کا تصور اور وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ اور اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ کا پر الم منظر اور رب ذو الجلال کی عدالت عالیہ کا قیام اور عدل و انصاف پیش نظر ہو تو پھر کم ہی گناہ کرنے کی جرأت ہو۔ کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں خوفِ خدا جیسی گرانقدر نعمت میسر آئی۔

(۲۹) عمل اور کسب حلال

اے بیٹے! علم، عمل کی نیت سے سیکھو اور حصولِ علم کے ساتھ ساتھ عملی کوششیں جاری رکھو۔ جو کچھ پڑھو اسے عملی طور پہ اپناؤ۔ بے عمل علم کی مثال بے ثمر درخت جیسی ہے جیسا کہ مشہور ہے۔

اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ کَشَجَرٍ بِلَا ثَمَرٍ!

نیز یاد رکھو۔ عالمِ دین کی جس قدر فضیلت کتاب و سنت میں مذکور ہے اسی قدر بے عمل عالم کو قبیح اور مذموم الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ دارمی کی ایک حدیث میں ہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ

یعنی اللہ کی بدترین مخلوق برے علماء ہیں اور اللہ کی نیک تر مخلوق نیک علماء ہیں۔

اور قرآن نے بھی واضح الفاظ میں تنبیہ فرمائی ہے۔

کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝
پ ۲۸ ع ۹

"اللہ کے ہاں یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو خود نہ کرو"

لہٰذا تحصیل علم کے ساتھ ضروری ہے۔ ہر چھوٹے بڑے مسئلے کو اوامر و نواہی کا احترام کرتے ہوئے دائرہ عمل میں لاؤ۔ علم کو عمل سے مزین کرو اور تبلیغی فرائض سے غفلت نہ برتو اور لوگوں کو پڑھانے اور سکھانے میں بخل نہ کرو۔ بلکہ وسعت قلبی کا ثبوت دو اسے ذخیرۂ آخرت بناؤ۔ اگرچہ ایک چھوٹی سی آیت اور حدیث ہی کیوں نہ ہو۔ غرض حصول علم کے ساتھ ساتھ تمہارا ہر کام اور ہر فعل شریعت کے عین مطابق ہونا چاہیئے ورنہ یہی علم بغیر عمل کے تمہاری گرفت کا سبب بن جائے گا۔ دوسری بات جو توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ علم کے ذریعے سے ہی کسب حلال کی تلاش کرو۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے:

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ حلال روزی (   ) کی تلاش
بَعْدَ الْفَرِيضَةِ ۔ (بخاری شریف) فرض ہے فرض کے بعد۔

مگر یہ خیال رکھو کہ کام کرتے وقت پوزیشن داغ دار نہ ہونے پائے۔ ایسے طریقے سے کام کرو کہ تمہارا کام دوسروں کے لیے ایک نمونہ اور سبق آموز ثابت ہو۔

صاحب علم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ لین دین اور خرید و فروخت میں مثالی حیثیت رکھتا ہو۔ اور کام میں دھوکہ فریب اور بد دیانتی کا شائبہ تک نہ ہو۔ ورنہ معاشرہ میں اس کا وقار نہیں رہے گا اور وہ قہر الٰہی کا مورد ہوگا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم محض بد دیانتی کے باعث صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئی کہ انھوں نے من مرضی سے خرید و فروخت

اصول وضع کر لیے اور یہ جان بیٹھے تھے تجارت ہمارا ذاتی معاملہ ہے ۔ شعیب کی شریعت کو اس سے کوئی غرض نہیں لہٰذا ہم من پسند طریقے سے خرید و فروخت کرنے کے مجاز ہیں اور ہم کسی کی مداخلت اور نوک جھونک گوارا نہیں کر سکتے ۔

اے بیٹے میں آپ کو تلقین کرتا ہوں آپ دیانتداری کا مظاہرہ کریں انشاء اللہ لوگ خود بخود تمہارے نقش قدم پر چلیں گے ۔ ممکن ہے کہ پہلے پہل آپ کو کٹھن مراحل سے گزرنا پڑے مگر چند ہی دنوں میں اس عمل کی برکت سے تمہارا قلب و ضمیر روشن ہو جائے گا ۔ اور اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ کے مصداق بن جاؤ گے اور تجھے کسی کی احتیاج نہ رہے گی ۔

(۳۰) توکل اور زُہد

اے عزیز! یہ بات بھی خوب ذہن نشین کر لو کہ کوئی کام سر انجام دیتے وقت کسی شخص پر بھروسہ نہ رکھو ۔ صرف اللہ پر توکل رکھ کر اپنا کام سر انجام دو ۔ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاؤ اور ہاتھ سے کام کرنے کو عیب اور عار نہ جانو ۔ قرآن و حدیث اور تاریخ گواہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے ۔ اور ہمارے رہبر و رہنما اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اپنے کام اپنے دستِ مبارک سے انجام دیا کرتے تھے ۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اسوۂ عمل ہمارے سامنے ہے اور صالحین اور ائمہ ہدیٰ (رحمۃ اللہ علیہم) اسی اسوۂ حسنہ کی تصویر نظر آتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ تم بھی اپنے ہاتھ سے کما کر کھاؤ اور اسے عار نہ جانو۔ واضح رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسب حلال کی غرض سے ہی خرید و فروخت کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور اس کے ذرائع، اصول اور شرائط متعین فرمائی ہیں اور اس کی کتب احادیث میں تفصیل موجود ہے۔

اے بیٹے! میں نے جو کچھ کہا ہے۔ یہ توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ توکل و بھروسہ نام ہی کام کر کے امیدوار رہنے کا ہے۔ طاقت ہوتے ہوئے۔ بے کار رہنے اور کام نہ کرنے کو توکل نہیں کہتے۔ بلکہ یہ تو سراسر بے راہ روی اور باعث رسوائی ہے تو اس طرح زُہد عن الدنیا بھی مطلق کام ترک کر دینے کا نام نہیں۔ بلکہ زُہد کا اصل مفہوم یہ ہے کہ: نہ دُنیا سے مطلق کنارہ کش ہوا جائے اور دنیا کی محبت اس طرح قلوب پر مسلط نہ ہو جائے کہ آخرت بالکل ہی بھلا دی جائے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلدُّنیا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ	دُنیا مُردار ہے اور صرف اُس کے حصول کی جدوجہد کرنے والے کُتّے ہیں۔

ثابت ہُوا کہ زندگی کے تمام شعبوں میں حصولِ دُنیا ہی مطلوب و مقصود بنا لینا مردار ہے اور دین و دنیا میں جدوجہد کرنے والے کے لیے تو اجر عظیم ہے۔ تو ایسے لوگوں کی خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی

ہے اور ان کے مقابلے میں اس گروہ کی جو شرعی توکل کی صحیح تصویر اور عکس ہیں تعریف فرائی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ
فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ٥
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ
اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ
فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ
قِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ٥ پٓ ع

"بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے اللہ!
ہماری صرف دُنیا ہی اچھی کر دے۔ لہٰذا
اُن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں۔ مگر
بعض ایسے ہیں جو دنیا و آخرت
دونوں میں بھلائی چاہتے ہیں۔ اور
عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو ایسے
لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں سب کچھ
ہے۔ یاد رہے اللہ بہت جلد
حساب لینے والا ہے۔"

مندرجہ بالا شواہد سے ثابت ہوا کہ حصول دنیا میں اسقدر نہ کھو جاؤ کہ دین سے بے نیاز ہو کر خدا کے قہر و غضب کے مورد ٹھہرو۔ اور کچھ کئے بغیر اللہ پر بھروسہ مت رکھو اور نہ ہی دنیا سے مطلقاً لاراشی اختیار کرو بلکہ دین کے ساتھ دنیا اور دنیا کے ساتھ دین اور کوشش کے ساتھ توکل اور توکل کے ساتھ کوشش جاری رکھو۔ پس یہی صراطِ مستقیم ہے جس پر چلکر دنیا اور آخرت سنور سکتے ہیں۔

(۳۱) اخلاصِ نیت :-

اے بیٹے! دنیوی اور اُخروی امور میں ارادہ اور نیت کو بنیادی حیثیت

حاصل ہے۔ لہٰذا تمام امور میں ارادہ اور نیت خالص رکھو کیونکہ تمام امور و احکام اور اعمال کا دار و مدار صرف نیت پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا
لِكُلِّ امْرِئٍ ① مَا نَوَىٰ۔

اعمال کی قبولیت کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ یقیناً ہر انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

اگر ایک شخص اجر و ثواب کی نیت کئے بغیر روزہ رکھ لیتا ہے۔ تو وہ بھوک پیاس برداشت کرنے کے باوجود اجر و ثواب کا مستحق نہیں ہوگا۔ مگر دوسرا شخص صوم و صلوٰۃ کو ارشاد باری تعالیٰ اور اطاعت خدا اور رسول کو فرض سمجھتے ہوئے ادا کرتا ہے۔ وہ یقیناً اجر و ثواب کا حق دار ہے اور اس کا یہ عمل باعث نجات ہے۔

لہٰذا اے بیٹے اسی جذبہ کے تحت ہر ایک سے مخلصانہ برتاؤ کرو اور خوش اسلوبی سے پیش آؤ۔ نیکی کر کے دریا میں ڈالو۔ اور احسان مت جتاؤ۔ ہر امر میں اللہ کی رضا ڈھونڈو۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کرو۔ اسکے اوامر و نواہی کا احترام کرو۔ اسی کی رضا کیلئے کسی سے بغض اور دشمنی رکھو۔ مسکینوں اور کمزوروں سے ہمدردی صرف اللہ کو خوش اور راضی کرنے کیلئے کرو۔ والدین کی خدمت اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے پیشِ نظر کرو۔ دکھلاوا اور ریاکاری ہرگز مطلوب نہ ہو۔ کیونکہ ریاکاری اعلیٰ ترین اعمال کو بھی ضائع کر دیتی ہے جسکی تفصیل قرآن اور کتب احادیث میں موجود ہے۔

جو عمل اخلاص نیت سے کیا جائے وہ قابلِ قبول اور ذریعہ نجات ہے۔ اخلاص نیت کے بغیر عمل ناقابلِ قبول اور باعث گرفت۔ چنانچہ درج ذیل آیات میں دونوں گروہوں کا تقابلی ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۔
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا
حَامِيَةً ۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ
ضَرِيْعٍ ۔ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ
جُوْعٍ ۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۔ فِيْ جَنَّةٍ
عَالِيَةٍ ۔ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۔ فِيْهَا
سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَّاَكْوَابٌ
مَّوْضُوْعَةٌ وَّنَمَارِقُ
مَصْفُوْفَةٌ ۔ وَّزَرَابِيُّ
مَبْثُوْثَةٌ ۝

کچھ چہرے قیامت کے روز ذلیل
ہونگے عمل اور محنت کرنے والے ۔
بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے انہیں
کھولتے ہوئے چشموں سے پانی پلایا
جائیگا ۔ انکے لئے کھانا کانٹے دار
جھاڑیاں ہوگا جو نہ موٹا کریگا نہ بھوک
سے کفائت کریگا ۔ کئی چہرے اس روز
تروتازہ ہونگے اپنی کوشش کے باعث
خوش وخرم ہونگے ۔ بلند ترین جنّت میں
ہونگے ۔ نہیں سُنیں گے اس میں بات کوئی
بیہودہ ۔ اسمیں پانی کے چشمے جاری
ہونگے ۔ اس میں بلند ترین تخت ہونگے
اور آبخورے دھرے ہونگے اور تکئے قرینے
سے رکھے ہونگے اور مسندیں بچھی ہونگی ۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہُوا اعمال اخلاص نیت کے بغیر ناقابل قبول اور باعث گرفت اور اعمال خلوص نیت سے قابل قبول اور ذریعہ نجات ۔

اے بیٹے جب کبھی دل میں شیطانی وساوس اور ریاکاری ۔ منافقت ۔ کذب اور خیانت جیسے مذموم خیالات آئیں تو مندرجہ ذیل دعا پڑھ لیا کرو ۔ تو انشاء اللہ کافی حد تک مذکورہ مذموم خیالات سے تحفظ ہوگا ۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خِيَانَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ۔

اے اللہ میرے دل کو منافقت اور ریاکاری جیسے مذموم اعمال سے پاک فرما اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے محفوظ فرما۔ یقیناً تو خیانت کرنے والی آنکھ اور جو کچھ دلوں میں چھپا ہے خوب جانتا ہے۔

(۳۲) تلاوت قرآن حکیم اور اسمیں غور و فکر:-

جسطرح جسمانی نشوونما کیلئے غذا ضروری ہے بعینہٖ روحانی نشوونما کے لئے ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن ضروری ہے۔ تو اس کی باقاعدہ تعلیم اور رہنمائی کیلئے اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور کتب سماویہ کا انتظام و انصرام فرمایا۔ جیسے جملہ انبیاء کرامؑ سے آنحضورؐ کا مقام ارفع و اعلیٰ ہے تو اسی طرح تمام کتب سماویہ پر قرآن کو بالاتری حاصل ہے۔ قرآن رُشد و ہدایت کا سرچشمہ اور ضابطۂ حیات ہے اور جملہ علوم کا منبع ہے۔ کما قال الشاعر

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ
تَقَاصَرَ عَنْهَا اَفْهَامُ الرِّجَالِ

یعنی قرآن تمام علوم کا منبع ہے مگر انسانی عقل وشعور کی پوری طرح رسائی ناممکن ہے۔

جیسے قرآن ایک مقدس کتاب ہے اور اس کا منفرد مقام ہے تو ایسے ہی اسے پڑھنے پڑھانے والے کا نمایاں مقام ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

خَیرُکُم مَن تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَہٗ۔

تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

نیز فرمایا

اَلمَاھِرُ بِالقُرآنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الکِرَامِ البَرَرَۃِ

قرآن میں سوجھ بوجھ اور مہارت حاصل کرنے والا نیک لکھنے والوں (ملائکہ) کے ساتھ ہوگا۔

اے بیٹے قرآن ایسی ذی شان اور بابرکت کتاب ہے جس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ گویا الٓمٓ تیس نیکیوں کا مجموعہ ہے۔ بعض کے نزدیک باب بسم الخدا الف۔ لام۔ میم۔ نوے نیکیوں کا مجموعہ ہوگا۔ لہٰذا اس مقدس کتاب کی جس گھر میں تلاوت کی جائے وہ گھر خدا کی رحمت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ تلاوت کرنے والے کا دل خوفِ خدا اور محبت کا مرکز بن جاتا ہے۔ اور جس گھر میں اس مقدس کتاب کی تلاوت نہ ہو وہ گھر ویرانہ اور شیطان کی آماجگاہ اور تلاوت نہ کرنے والے کا دل خوفِ خدا سے عاری اور شیطانی ٹھکانہ بن جاتا ہے۔

لہٰذا اے بیٹے! بلاناغہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرو۔ اور سادہ تلاوت کے ساتھ ساتھ مطالب و معانی پر بھی غور و فکر کرو۔ اور ان کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کرو۔ قرآن سراسر ہدایت اور نور ہے۔ اس سے دل منور ہوتا ہے۔ اور روزمرہ کی تلاوت ہدایت میں زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ اس سے ایمان میں ایک گونا جلا پیدا ہوتی ہے۔ یہ خشیتِ الٰہی کا ایک مستقل سبب اور ذریعہ ہے اور اس طرح قرآن پاک کی تلاوت نہ کرو۔ کہ تمہارا دل غافل ہو۔ اور مطالب و

معانی سے بے اعتنائی ہو۔ اگر قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت کوئی مشکل پیش آئے۔ تو اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور مختلف تفاسیر بنظرِ عمیق دیکھو۔ اگر تم میں اتنی صلاحیت اور استعداد نہ ہو تو کسی عالم دین سے دریافت کرلو۔ رفتہ رفتہ تم میں قرآن کو سمجھنے کی صلاحیت واستعداد پیدا ہوجائیگی۔ یاد رکھو سطحی طریقہ سے اور معانی پر غور کئے بغیر تلاوت کرنے والے کی مثال اُس اندھے کی سی ہے۔ جو چلتے وقت ہر قدم پر ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور چیزوں کے ادراک اور دیکھنے سے قاصر ہے۔ اور جو شخص کامل غور و فکر سے اور معانی سمجھ کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ اُس بینا کی طرح ہے جو راستہ پر سیدھا چلتا ہے اور ساتھ ساتھ تمام اشیاء کا ادراک کرتا ہے۔ اور ہر قسم کے دلفریب مناظر سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مفہوم، معانی اور مطالب کے ساتھ نازل فرمایا گیا ہے۔ جس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس طرح قرآن پڑھنا پڑھانا فرض ہے اسی طرح اس کے مفہوم، معانی اور مطالب کا سیکھنا اور سمجھنا بھی ضروری ہے۔!

اے بیٹے قرآن عمل کی غرض سے پڑھو محض رسمی تلاوت پر اکتفا نہ کرو۔ اس لئے کہ بہت سے قاری موجود ہیں اور ہوں گے۔ جن پر قرآن کی لعنت اور اللہ کی پھٹکار ہوگی۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ اپنے آپ کو شرعی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔ اور تلاوت کرتے وقت عذاب کی آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار اور پناہ مانگو جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ پڑھتے وقت جنت الفردوس کا سوال کرو اور اسکے حصول کے لئے عملی اقدام کرو۔ بس میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور متوقع ہوں

جو لکھا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے کی کو ں کرو گے۔ اور اسے اپنے لئے مشعل راہ بناؤ گے۔ آخر پہ بہ سوز دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر استقامت، مداومت اور پائیداری بخشے۔ اور حوادث زمانہ سے بچا کر شادماں رکھے۔ آمین!

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔
وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مترجم و مرتب: ابو القاسم حکیم حفیظ اللہ تائب
فاضل عربی ایم۔ اے عربی
اسلامیات
آصف کالونی۔ شالامار ٹاؤن۔ لاہور ۹

یکم جنوری ۱۹۸۶ء

میرے سلسلۂ طبابت کا مختصر تعارف :—

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔

بحمد اللہ سلسلۂ طبابت سہ پشتوں سے نہایت آب وتاب سے چلا آرہا ہے ۔ ہمارے سب بزرگ فن طبابت میں مہارت تامہ اور ید طولیٰ رکھتے تھے ۔ ان کا شمار نامور اور شہرہ آفاق حکما میں ہوتا تھا ۔ پردادا جی میاں عبداللہ کے سات بیٹے تھے ۔ اگرچہ سب کو قدرت نے عمدہ صلاحیتوں سے نوازا تھا مگر سب سے زیادہ شہرت اور ناموری میرے حقیقی دادا حکیم وحاجی میاں احمد دین رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی ۔ آپ نہایت نیک فطرت، ملنسار، ہمدرد، مخلص اور متقی پرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ زمانے کے بہترین نباض اور نامور حکیم تھے ۔ غرض نباضی میں ان کا ثانی نہ تھا ۔ اکثر و بیشتر مفردات ہی سے لاعلاج مرض کا علاج کرتے تھے ۔ انکے متعلق مشہور ہے جب کسی مریض کے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہوتی تو مریض کے لواحقین سے فرما دیتے ۔ مریض کو عرق پلاؤ ۔ جس سے مریض کے ورثا سمجھ جاتے کہ مریض کا صحت یاب ہونا ناممکن ہے ۔ واقعتاً وہ مریض عموماً جانبر نہ ہوتا ۔

جد امجد مرحوم کے دو بیٹے تھے میاں عنایت اللہ اور حکیم میاں نعمت اللہ ۔ اول الذکر چھوٹی عمر میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے اور مؤخر الذکر حکیم میاں نعمت اللہ

راقم الحروف کے والد بزرگوار اپنے زمانے کے شہرہ آفاق حکما میں شمار ہوتے تھے۔ خداداد صلاحیتوں سے اپنے مخصوص انداز سے علاج کرتے تھے۔ مرض شناسی انہیں ورثہ میں ملی تھی اور آپ ایسا نسخہ تجویز فرماتے جس کے استعمال سے مایوس مریض بھی شفا پاتے اور عموماً پھر کبھی اس مرض میں مبتلا نہ ہوتے۔

والد بزرگوار کے متعلق بھی بہت سے ایسے واقعات مشہور ہیں جو آپ کے کمال حکمت و دانائی کی ترجمانی و ہمنوائی کرتے ہیں جنہیں ہم محض طوالت کے ڈر سے ترک کئے دیتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْھُمَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَدْخِلْھُمَا الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ۔ آمین۔

ماشاء اللہ حکیم میاں نعمت اللہ مرحوم کے سات بیٹے ہیں۔ قدرت نے سب کو عمدہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اکثر حکمت ہی سے وابستہ ہیں۔ لیکن فن طبابت میں سب سے زیادہ شہرت اور ناموری ہمارے بڑے بھائی جناب حکیم میاں محمد حسین مرحوم و مغفور نے حاصل کی۔ انکی پُروقار شخصیت، قابلیت، شرافت و دیانت، پارسائی و صالحیت مسلمہ تھی۔ حلم و بردباری اور کم گوئی ان کا خاص وصف تھا۔ انکی شخصیت نہ صرف برادری بلکہ پورے علاقہ کے لئے مرکز و محور تھی آپ فنِ طبابت میں یدِطولیٰ رکھتے تھے اور ہر مرض کا علاج جدید تقاضوں کے مطابق کرتے تھے اور ان کے صدقِ مقال کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی مریض کا علاج ان کے دائرہ طبابت سے باہر ہوتا تو مریض کے لواحقین سے فرما دیتے کہ اس مریض کا علاج میرے دائرہ حکمت سے باہر ہے۔ جس سے مریض کے ورثا سمجھ جاتے کہ مریض کا صحت یاب ہونا ناممکن ہے۔ واقعتاً ایسا مریض شاذ و نادر

ہی صحت یاب ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا طریقۂ علاج انوکھا اور مریض کے مرض کے عین مطابق ہوتا تھا پورے علاقہ میں آپکے طریقۂ علاج کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ کے طریقۂ علاج کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ جن سے آپ کے فہم و ذکا کا آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں صرف دو واقعے (جو میں نے مریضوں کی زبانی سنے) دائرۂ تحریر میں لانا چاہتا ہوں۔

پہلا واقعہ کچھ اسطرح ہے ہمارے قریبی چوہدری سراجدین صاحب بانی کوٹ سراجدین نزد منڈی کنگن پور تحصیل چونیاں ضلع قصور جو بقید حیات ہیں۔ علاقہ کے نامور اور امیر کبیر ہیں۔ انکی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی۔ بندۂ ناچیز اور برادرِ گرامی قدر جناب حکیم میاں محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ مرحومہ کی تعزیت کے لئے کوٹ سراجدین چوہدری صاحب کے ہاں گئے۔ باتوں باتوں میں طریقۂ علاج کا تذکرہ شروع ہوا تو برسبیل تذکرہ احباب کی موجودگی میں چوہدری صاحب ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے چند سال ہوئے میں شدید دردِ سر میں مبتلا ہوا۔

ہزاروں روپے خرچ کئے مطلق افاقہ نہ ہوا۔ مخلص احباب کے مشورے سے جناب حکیم میاں محمد حسین صاحب کو زحمت دی گئی۔ آپ نے آتے ہی معمولی تشخیص کے بعد نشتر کے ذریعے کنپٹی کے قریب سے خون کے چند قطرے نکال دیئے اور چند خوراکیں دودھ کے ساتھ کھانے کو دیں اور فرمایا انشاء اللہ آئندہ کبھی یہ عارضہ نہیں ہوگا۔ بحمد اللہ وہ دردِ سر آجتک نہیں ہوا۔

دوسرا واقعہ الہ دین کمبو نمبردار موضع راجووال تحصیل و ضلع قصور نے جناب حکیم صاحب کی تعزیت کے موقع پر سنایا کہ چند سال ہوئے ساون بھادوں کے

موسم میں میں سخت بیمار ہُوا۔ لگاتار بیہوشی کے دَورے پڑنے لگے۔ دَورے کے وقت تین چار آدمیوں کے قابو سے باہر ہو جاتا۔ سینکڑوں روپے خرچ کئے قطعاً افاقہ نہ ہُوا۔ الغرض دو کہنہ مشق حکیم منگوائے گئے۔ انہوں نے آتے ہی تجویز کیا کہ مریض کے سر پر گرم قیمہ اور روئی باندھی جائے اور مریض کو کمرے کے اندر لحاف میں رکھا جائے۔ مرض بڑھتا گیا۔ جُوں جُوں دوا کی۔ کہ پہلے سے بھی زیادہ دَورے پڑنے لگے۔ تقریباً ہفتہ عشرہ جوں کا توں گذرا۔

اہل خانہ کے باہمی مشورہ سے جناب حکیم میاں محمد حسین مرحوم و مغفور کو زحمت دی گئی۔ آپ نے آتے ہی میری حالتِ زار کا جائزہ لیا اور فرمایا میں اسی شرط پر علاج کرونگا کہ کوئی دوسرا حکیم میرے علاج میں مداخلت نہ کرے۔ سب نے اتفاق رائے کیا تو آپ نے فرمایا مریض کے سر سے قیمہ وغیرہ کھولدیا جائے اور نلکے کے پاس بیٹھا کر مریض پر ایک گھنٹہ پانی بہایا جائے۔ مریض ہوش میں آ جائیگا انشاءاللہ۔ دوبارہ دَورہ پڑنے کی صورت میں بھی یہی عمل کیا جائے۔ ازاں بعد دَورہ نہیں پڑے گا انشاءاللہ۔ واقعتاً وہی ہُوا جو حکیم صاحب نے فرمایا تھا۔ بعد ازیں آپ نے چند ایک خوراکیں دیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں آجتک رو بصحت ہوں اور اس مرض میں مبتلا نہیں ہُوا۔ (افسوس میرا معالج اللہ کو پیارا ہو گیا ہے۔)

آپ کا طریقۂ علاج دیکھ کر نہ صرف دونوں حکیم بلکہ پورا علاقہ ورطۂ حیرت میں رہ گیا۔ دونوں حکیم اپنے طریقۂ علاج پر نادم ہُوئے اور آپکو خراجِ تحسین

قارئین کرام مذکورہ دو واقعہ کا حکمت اور تشخیص سے گہرا تعلق ہے۔ اور فرمانِ الٰہی فَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط پ ۳ سو فیصد درست اور بجا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے واقعات ہیں جنہیں ہم طوالت کے پیشِ نظر ترک کئے دیتے ہیں۔ ہم نے بارہا سُنا کہ اگر کسی حکیم کو علم ہو جاتا کہ فلاں مریض حکیم محمد حسین صاحب سے علاج کروانے کے باوجود صحت یاب نہیں ہُوا تو وہ اس مریض کے علاج کو اپنے دائرہ طبابت سے بالاتر سمجھتا۔

قارئین عظام! حسنِ اتفاق سمجھئے یا اسے سوءِ اتفاق کہئے کہ ہزاروں مریضوں کا یہ عظیم معالج مورخہ اٹھائیس فروری ۱۹۸۶ء کو بوقتِ عصر اپنے ہی مطب میں چارپائی پر محوِ استراحت تھے کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

آپکی موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ پہلے پہل جس کسی نے سُنا محض افواہ سمجھی، آخر موت نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ پورا علاقہ ایک ایسے عظیم معالج سے محروم ہو گیا جسکی تلافی قطعی ناممکن ہے۔ زمانے کے عظیم معالج تیری نیکیاں زندہ تیری خوبیاں باقی۔ آپکی فرقت کا صدمہ ہرگز بھلایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی آپ کی جدائی کے زخم کبھی مندمل ہو سکتے ہیں۔ سدا آپ کا چہرۂ انور ایک تصویر بن کر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے بسا اوقات آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جی بھر آتا ہے اور مندرجہ ذیل اشعار

گویا ورد زبان ہو گئے ہیں

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو کوئی کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالا اور پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا جو سب سے مشکل نظر آیا

آہ صدمہ کس قدر گراں ہے کہ لکھتے وقت آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ خدا ہم پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور غریق رحمت کند۔ پاک طینت را۔

قارئین کرام! اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے فن طبابت سے منسلک ہوں۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ میرے آباؤ اجداد فن طبابت میں مثالی حیثیت رکھتے تھے اور ہر مرض کا علاج خداداد صلاحیتوں سے نہایت عمدہ پیرائے سے کرتے تھے۔ طویل مرض میں مبتلا مریض دنوں میں شفا پاتے اور عموماً دوبارہ اس مرض میں مبتلا نہ ہوتے۔ انکے طریقہ علاج کے اثرات سینہ بسینہ منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اور انکے نوشتہ جات ہمارے پاس موجود ہیں۔ اکثر و بیشتر ہم ان سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اور بزرگوں کے جاری کردہ فیض کے زیر اثر سابقہ روایات کے مطابق **"الحفیظ دار الصحت"** آصف کالونی سلطان محمود روڈ شالامار ٹاؤن لاہور میں عوام کی خدمت کے لئے سرگرم عمل ہے۔ سینکڑوں مریض مستفید ہو رہے ہیں۔ لہذا خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں زنانہ، مردانہ امراض خصوصاً ضعف جگر،

ضعفِ باہ، گرمی مثانہ و جگر، سیلان رحم، بواسیر، ریح، درد جوڑ، دردِ قولنج، کرم شکم، اٹھرا اور سوکڑے کا علاج خاندانی مجرب نسخہ جات کے ذریعے اجتناب سے کیا جاتا ہے۔ نیز دیگر ادویات کے علاوہ کشتہ جات، مربہ جات، معجونات، مشروبات اور عرقیات تیار مل سکتے ہیں۔ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں۔

اوقات مطب درج ذیل ہیں۔

موسم گرما	موسم سرما
دوپہر ایک بجے تا نو بجے شب	سہ پہر دو بجے تا آٹھ بجے شب

بروز جمعۃ المبارک (جمعہ کے ٹائم کے سوا) مطب کھلا رہتا ہے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پ ۲۶ ع

المحرر

ابو القاسم حکیم حفیظ اللہ تائب فاضل عربی ایم-اے عربی اسلامیات
آصف کالونی لاہور ۱۶ - جنوری ۱۹۸۷ء

کتاب شاگرد کو استاد کی چند نصیحتیں،

درج ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔
الحفیظ دار الصحت - آصف کالونی
سلطان محمود روڈ، شالامار ٹاؤن لاہور ۹
۹۹
نمبر